

مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ وَالَّذِي مَعَهُ الرِّسَالُ وَالْحَقُّ وَالْغَيْبُ الْمُبِينُ

پیکل

حافظ عبد اللہ بہاؤ پوری رحمہ اللہ
مولانا عبد اللہ گورداسپوری رحمہ اللہ
حافظ عبد المنان نورپوری رحمہ اللہ

قرآن و سنت کا ترجمانِ تبلیغی و اصلاحی

الحکمۃ

ماہنامہ مجلہ
حاصل پور

شمارہ نمبر
01

رجب 1435ھ
مئی 2014ء

نگرانِ اعلیٰ: حافظ رضا اللہ رفوف
ایڈیٹر: محمد ظہیر عاصم پوری



- روح کی غذا
- کوٹڈوں کی کہانی
- عزت کیسے ملے گی۔۔۔؟
- آؤ قرآن سیکھیں۔۔۔۔۔!
- وہ گناہ جن کو ہم معمولی سمجھتے ہیں
- ذخیرہ اندوزی کی جائز اور ناجائز صورت

ناشر

محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر جالندھر کالونی حاصل پور



چیت ایڈیٹر

مُجیب الرحمن سیاف

شمارہ نمبر 01

رجب 1435ھ
مئی 2014ء

چیت ایڈیٹر

میاں شعیب انجم

معاون ایڈیٹر

زاہد محمود نیازی، تقاری عثمان فاؤنڈی

لیگل ایڈوکیٹ

توقیر احمد گل

(ایڈوکیٹ ہائی کوٹ)

سب ایڈیٹر

عبدالشکور فاق

مجلس مشاورت

مجلس ادارت

حافظ اسعد محمود سلفی ؒ (گوجرانوالہ)

مولانا محمد مالک بھنڈر ؒ (گوجرانوالہ)

مولانا عبدالمالک مجاہد ؒ (گوجرانوالہ)

مولانا رحمت اللہ شاہ کر ؒ (گوجرانوالہ)

مولانا حافظ عمران عریف ؒ (گوجرانوالہ)

پروفیسر حافظ سعید کلروی ؒ (گوجرانوالہ)

مولانا ریاض الرحمن ؒ (فورٹ عباس)

مولانا حبیب الرحمن ؒ (حاصل پور)

مولانا زاہد ارشاد ؒ (وہاڑی)

الشیخ عبدالسارحماد ؒ (میاں چنوں)

مولانا عبد اللہ چشتی ؒ (بہاولنگر)

مولانا عبدالحی عابد ؒ (ملتان)

حافظ ادریس ضیاء ؒ (وہاڑی)

مولانا غلام اللہ ؒ (میلیسی)

مولانا محمد رفیق طاہر ؒ (ملتان)

مولانا اقدس الہی ؒ (لاہور)

مولانا زبیر گورد اسپوری ؒ (بورے والا)

مولانا اسماعیل عتیق ؒ (وہاڑی)

رابطہ برائے پرنٹ میڈیا

ای میل فیس بک:

Hasalpur@gmail.com
Muhammadi.irc@gmail.com

مجلد کا مضمون پر پڑھنے کے لیے:

www.muhammadi-irc.blogspot.com

زر تعاون

ماہانہ

20 روپے

سالانہ

240 روپے

خط و کتابت

محمد یہ اسلامک ریسرچ سنٹر
جائیداد کالونی و ہاؤس روڈ

0301-6131916 حاصل پور ضلع بہاولپور

مضمون نمائندہ حاصل پور

محمد عمران اہل پوری

0321-7592205
0306-8917086

نوٹ:

مجلد الحکامیہ اپنے نام مستقل جاری کر دینے کے لیے سرکولیشن منیجر کے نمبر پر کال کیجئے۔

ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے کلی اتفاق ضروری نہیں

سرکولیشن منیجر

زہیر الرحمن جاسپوری

0313-2501221
062-2442916

اُتینہ مضامین

3	محمد رفیق طاہر	دعا کے آداب	درس قرآن
5	عبد الشکور فائق	ترجمہ کتاب الجہاد لابن المبارک	درس حدیث
7	اشیخ عبداللطیف	احکام و مسائل	فقہ و فتاویٰ
11	محمد عظیم حاصل پوری	آؤ قرآن سیکھیں (سوالاً جواباً)	فہم قرآن
14	عبدالرؤف بہا و پوری	حافظ عبداللہ بہا و پوری رحمۃ اللہ علیہ	سیر و سوانح
19	زبیر الرحمن حاصل پوری	ذخیرہ اندوزی کی جائز اور ناجائز صورت	تجارت
20	محمد سہیل احمد گورداسپوری	بابا جی عبداللہ گورداسپوری رحمۃ اللہ علیہ	سیر و سوانح
24	ابو عبدالرحمن شاکر	کوٹھوں کی کہانی	رد بدعات
32	مجیب الرحمن سیاف	حافظ عبدالمنان نور پوری رحمۃ اللہ علیہ	سیر و سوانح
35	زاہد محمود یزدانی	وہ گناہ جن کو ہم معمولی سمجھتے ہیں	اصلاح معاشرہ
38	ڈاکٹر بلال اشفاق	عزت کیسے ملے گی.....؟	تذکیہ نفس
41	محمد عثمان فاروقی	جنت کی بشارت پانے والے	فضائل و مناقب
43	ڈاکٹر عبدالرشید اظہر رحمۃ اللہ علیہ	روح کی غذا	تذکیہ نفس
45	عبدالباسط حاصل پوری	سیدنا عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ	سیر و سوانح
48	میاں شہباز شاکر	سابقہ امریکی ماڈل گرل مسلمان ہو گئی	تراشے

فہرست نمائندگان

لاہور: مکتبہ اسلامیہ گوجرانوالہ: رانا ثناء احمد گوجرانوالہ: مرزا حافظ عاصم گوجرانوالہ: محمد یحییٰ طاہر
0321-7202700 0333-8124752 0302-8649227 042-37244973

صادق آباد: قاری نعیم صدیقی ریتالہ خورد: محمد اشرف ڈوگر وزیر آباد: اسامہ اشرف ملتان: محمد رفیق طاہر
0321-7302283 03066284139 0345-4100060 03016550502

فیصل آباد: مکتبہ اسلامیہ چیچہ وطنی: ماسٹر محمد شاہد میلسی: مولانا یونس تبسم وھاڑی: عبداللہ عزیز ی
0302-4962353 0302-7724417 0333-7477737 0412631204

بہاول نگر: محمد ادریس انصاری ہارون آباد: محمد عمران شاکر فورٹ عباس: ریاض الرحمن کچی والا: ابواسامہ ضیاء الرحمن
0302-4400210 03007435242 0301-4913321 03016570300

چشتیاں: قاری عثمان فاروقی مظفر آباد: میاں ضیاء الرحمن میلسی: مولانا ضیاء الرحمن
0302-6256749 03007851291 03369752963

مزدوروں کا عالمی دن



میاں شعیب انجم



پوری دنیا میں یکم مئی کو مزدوروں کا عالمی دن منایا جاتا ہے جس میں مزدور اپنے حقوق کے حصول کے لیے اپنا احتجاج ریکارڈ کرواتے ہیں اور اپنے جائز مطالبات اپنی اپنی حکومت اور صاحب اقتدار لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں سب سے پہلے یہ دن 1989ء میں منایا گیا، ہوا کیوں کہ یکم مئی 1986ء کو امریکہ کے شہر شکاگو میں عالمی مزدور تحریک کے کارکنان اپنے مطالبات منوانے کے لیے جمع ہوئے تو سامراجی طاقتوں کے حکم پر وحشی سپاہیوں نے انہیں گولیوں سے بھون ڈالا جو بچے تو زخمی ہو کر اپنے گھروں کو لوٹے۔ اس کے تقریباً تین سال بعد 1989ء میں یہ فیصلہ سنایا گیا کہ ہر سال یکم مئی کو اس عظیم سانحے کی یاد میں یوم مئی منایا جائے گا۔ جو کہ اب ایک تہوار کی شکل اختیار کر چکا ہے جس میں تحفظ حقوق مزدور اور تنظیموں کا مقصد صرف یہ رہ گیا ہے، نشستن، گفتن و بر خاستن۔ چند لوگ اکٹھے ہوئے نعرے لگے، شور و غوغا ہوا اور بس۔

جبکہ مزدور کی حالت یہ ہے کہ وہ مہنگائی کے عفریت کے آہنی پنچوں میں جکڑا، یاس و ناامیدی سے اپنی سانسیں پوری کر رہا ہے۔ اس لیے کہ ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات۔

مزدوروں سے حسن سلوک کے متعلقہ چند فرمان رسول ﷺ، آپ ﷺ نے فرمایا:

بددعا نہ کرو اپنے اوپر، نہ اپنی اولاد پر، نہ اپنے خادموں (مزدوروں) پر، اور نہ اپنے مالوں پر کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ گھڑی ایسی ہو جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ ابو داؤد (۱۵۳۲)

میں ایسے بندے سے روز قیامت جھگڑوں گا جس نے کسی مزدور کو کام پر لگایا، کام پورا لیا لیکن اس کی مزدوری نہ دی۔ بخاری، البيوع، باب إثم من باع حراً (۲۲۲۷)

اپنے غلاموں (مزدوروں) سے اس کام کا نہ کہو جو ان پر شاق ہو اور اگر ایسے کام کی ان کو تکلیف دو تو خود بھی ان کی مدد کرو۔ صحیح بخاری (۳۰) مزدوروں کے حقوق کا خیال رکھنا ہر مسلمان پر لازم ہے

یہاں مزدوروں کو مرنے کی جلدی کچھ یوں بھی ہے محسن

کہیں جیون کی کشمکش میں کفن مہنگا نہ ہو جائے

دعا کے آداب

حکیم قرآن



تحریر..... محمد رفیق طاہر (مدرس جامعہ محمدیہ عام خاص ملتان)

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ (الأعراف: ۵۵)

”اپنے رب کو تضرع کے ساتھ چپکے چپکے پکارو، یقیناً وہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا“

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دعا مانگنے کا ایک عمومی قاعدہ ذکر فرمایا ہے کہ دعا۔ تضرع یعنی گڑگڑا کر، ۲۔ اور خفیہ طور پر، چپکے چپکے کی جائے۔ اور ساتھ ہی رب العزت نے اس قاعدہ کی خلاف ورزی کرنے والوں کو معتدین یعنی زیادتی کرنے والے قرار دیتے ہوئے ان سے عدم محبت کا اعلان فرمایا ہے۔

یعنی دعا کرنے کا عمومی قانون یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس انداز میں دعا کی جائے کہ کسی کو دعاء کرنے والے کا علم نہ ہو، دعا کرنے والا خفیہ طور پر چپکے چپکے دعا کرے۔ تو اس قانون کی رو سے دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا بھی ممنوع قرار پاتا ہے اور آواز بلند دعا کرنا بھی ناجائز ٹھہرتا ہے۔

لیکن بسا اوقات کچھ چیزیں عمومی قانون اور قاعدہ کلیہ سے مستثنیٰ بھی ہوتی ہیں۔ بالکل اسی طرح خفیہ طور پر دعا کرنے کے اس اصول سے کچھ دعائیں مستثنیٰ ہیں۔ اور جسے بھی عمومی اصول یا کلی قاعدہ سے استثناء حاصل ہوا سکے لیے دلیل درکار ہوتی ہے۔ بنیاد میں کسی چیز کو عمومی اصول سے مستثنیٰ نہیں کیا جاسکتا۔

لہذا وہ تمام تر ادعیہ جنکے لیے ہاتھ اٹھانا نبی مکرم ﷺ سے ثابت ہے، یا جو دعائیں آواز بلند کرنا آپ ﷺ سے منقول ہے وہ اس عمومی اصول سے مستثنیٰ ہو جانے کی بناء پر ہاتھ اٹھا کر یا جہرا کی جائیں گی۔ انکے سوا باقی تمام تر دعائیں ہاتھ اٹھائے بغیر، اونچی آواز نکالے بغیر دل ہی دل میں کی جائیں گی اسی آیت سے مندرجہ ذیل مسائل ثابت ہوتے ہیں:

۱۔ نماز میں پڑھی جانے والی تمام تر دعائیں، خواہ ثناء و دعائے استفتاح ہو یا رکوع و سجدہ اور تشهد کی دعائیں سب سر یعنی آواز نکالے بغیر خفیہ طور پر پڑھی جائیں۔ کیونکہ دعائیں اصل اخفاء ہے، اور انکے جہر کی کوئی دلیل موجود نہیں۔

۲۔ جن دعاؤں کو اونچی آواز سے پڑھنا ثابت ہے انکے سوا نماز کے بعد کی جانے والی باقی دعائیں بغیر آواز مانگی جائیں۔

۳۔ مختلف مواقع پر کی جانے والی ادعیہ، مثلاً: مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت، کھانے سے قبل و بعد، بیت الخلاء میں۔

داخلہ و خارجہ کے وقت، سواری پر سوار ہوتے وقت وغیرہ کی دعائیں بھی ہاتھ اٹھائے بغیر اور آواز نکالے بغیر کی جائیں۔

سر یعنی اونچی آواز نکالے بغیر دعا کرنے کے بہت سے فوائد اور فضیلتیں ہیں مثلاً:

۱۔ سر دعا کرنا ایمان کی مضبوطی کی دلیل ہے۔ کیونکہ اس وقت دعا کرنے والے کا عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ خفیہ بات کو بھی سنتا ہے۔

۲۔ آہستہ آواز میں دعا کرنا اللہ کی تعظیم ہے، کیونکہ جب اللہ سر کی جانے والی دعا کو بھی سنتا ہے تو پھر شور کس لیے؟

۳۔ سر دعا کرنے میں تضرع اور خشوع زیادہ ہوتا ہے۔ گویا اللہ کے سامنے اسکے آواز گنگ ہو چکی ہے

۴۔ اس طرح دعا کرنے میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ اس میں ریا کی گنجائش نہیں رہتی۔

۵۔ آہستہ دعا کرنے والا اکتاہٹ کا شکار نہیں ہوتا، جبکہ جہراً دعا کرنے میں اسکا خدشہ لگا رہتا ہے۔ جن مواقع پر دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا یا جہراً دعا کرنا ثابت ہے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ کسی کے مطالبہ پر ہاتھ اٹھا کر جہراً دعا کرنا (صحیح بخاری: ۹۳۳)

۲۔ قنوت نازلہ کے لیے ہاتھ اٹھانا اور بآواز بلند دعا کرنا (مسند أحمد، ۳/ ۱۳۷)

۳۔ قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا (مسلم: ۹۷۴)

۴۔ نماز استسقاء میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا (مسلم: ۸۹۵) (بقیہ صفحہ نمبر: ۱۰)

من کتاب الجہاد لابن المبارک۔ رب یسر ولا تعسر وتسم بالخیر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



اللہ کے ہاں سب
سے پیارا عمل

ترجمہ: عبدالشکور فائق (مدیر جامعہ تعلیم الاسلام کچی والا)

فَمَنْ أَمِنَ بِنَبِيِّ

حدیث نمبر (1)

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ: تَذَاكُرْنَا بَيْنَنَا، فَقُلْنَا: أَيُّكُمْ يَأْتِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ: أَيُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ: فَهَبْنَا أَنْ يَقُولَ مَنَا أَحَدٌ. قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا رَجُلًا حَتَّى جَمَعَنَا، فَجَعَلَ يُشِيرُ بَعْضُنَا إِلَى بَعْضٍ، فَقَرَأَ عَلَيْنَا: (سَبِّحْ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ) مِنْ أَوْلَاهَا إِلَى آخِرِهَا "فَتَلَاهَا عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ مِنْ أَوْلَاهَا إِلَى آخِرِهَا. قَالَ هَلَالٌ: فَتَلَاهَا عَلَيْنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ مِنْ أَوْلَاهَا إِلَى آخِرِهَا. قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ: فَتَلَاهَا عَلَيْنَا يَحْيَى مِنْ أَوْلَاهَا إِلَى آخِرِهَا))

”سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ہم بیٹھے باہمی بات چیت کر رہے تھے کہ ہم نے کہا آپ میں سے کون رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ پوچھنے کیلئے جائے گا کہ کون سائل اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ پیارا ہے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ہم اس بات سے خوف زدہ تھے کہ ہم میں سے کون یہ کہے فرماتے ہیں۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف ایک آدمی بھیجا۔ پھر آدمی بھیجا یہاں تک کہ ہمیں جمع فرمایا۔ پھر ہم میں سے بعض بعض کی طرف اشارہ کرنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے ہم پر یہ آیات پڑھیں۔ ”اللہ کا پاک ہونا بیان کیا ہر چیز نے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب ہے، کمال حکمت والا ہے۔“ (الصف: ۱) ”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے“ (الصف: ۲) ان

آیتوں کو شروع سے آخر تک۔ (عطا کہتے ہیں) عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ہم پر ان آیتوں کو شروع سے آخر تک پڑھا۔ ہلال کہتے ہیں، ہم پر عطا بن یسار نے ان آیتوں کو شروع سے آخر تک پڑھا۔ اوزاعی نے کہا کہ ہم پر یحییٰ نے ان آیات کو شروع تا آخر تلاوت فرمایا۔“

تخریج و تحقیق: رواہ احمد فی مسندہ ۱۰۵/۵۲ رقم: ۲۴۵۱۸ قال شعیب الانزوط

اسنادہ صحیح

حدیث نمبر (2)

اللہ کے ہاں پسندیدہ عمل

((عَنْ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: قَالُوا: لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَيَّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلَ أَوْ أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ، فَزَلَّتْ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيَكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ) (الصف: 11): فَكَرِهُوا، فَزَلَّتْ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبِرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَانَتْهُمْ بَنِيَانُ مَرُصُوصٌ) (الصف: 2))

”ابوصالح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں انہیں (صحابہ رضی اللہ عنہم) نے کہا۔ کاش ہم پہچانتے کونسا عمل افضل اور اللہ کے ہاں پسندیدہ ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت کی رہنمائی کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟“ (الصف: ۱۰) پس انہوں نے ناپسند کیا پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے“ (الصف: ۲)“

تخریج و تحقیق: مرسل ضعیف لابی صالح و اسمہ باذرم و يقال باذان مولی ام هانی بنت ابی طالب قال ابن حجر: ضعیف مرسل ۱۵۹۹ و میزان الاعتدال ۱۷۲/۲-۱۳۵/۳) نوٹ: اس کو ابن مبارک رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا ہے۔ واللہ اعلم

فقہ و فتاویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أحكام ومسائل



الشیخ عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ (شیخ الحدیث)
جامعہ محمدیہ بہاولپور

سوال: ایک شخص اللہ یار فوت ہوا، اسکی اولاد میں ۴ بچیاں ایک بیوہ ہے۔ اللہ یار کا والد، والدہ، بہن بھائی کوئی بھی زندہ نہیں جبکہ اللہ یار کے بھتیجے، بھتیجیاں اور بھانجے موجود ہیں۔ بھتیجے اللہ یار کی وراثت سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کیا وہ وراثت کے حقدار ہیں۔
سائل: محمد تاج حاصل پور

الجواب بصون الوهاب

شرط صحت سوال بھانجے اور بھتیجیاں وراثت میں شامل نہیں اور باقی وراثت میں وراثت یوں تقسیم کی جائے گی۔ کل مال کے ۲۴ حصے بنائیں اور یوں تقسیم کریں۔

بیوہ	۴ بیٹیاں	بھتیجے
۳ حصے	۴ + ۴ + ۴ + ۴	۵ حصے

سوال: عشر نکالنا فرض ہے یا سنت، عشر کل فصل سے نکالا جائے گا یا کھاد، سپرے وغیرہ کے اخراجات نکال کر پھر عشر دیا جائے گا نیز کیا مجاہدین کو جہاد فنڈ میں عشر لگتا ہے؟

سائل: زبیر الرحمن حاصل پور

الجواب بصون الوهاب

دورِ حاضر میں امت مسلمہ بے حد پریشان نظر آرہی ہے اور اسکی بنیادی وجہ اسلام کی تعلیمات سے دوری ہے۔ مختلف حیلے بہانے اور جعلی عذر بنا کر اسلام کے حقوق کو تلف کیا جا رہا ہے اور ان امور میں سے ایک مسئلہ عشر و زکوٰۃ بھی ہے۔ روپے پیسے اور مال مولیٰ میں اسلام کا حق زکوٰۃ اور زمین میں عشر کہلاتا ہے آج حالات یہ ہیں کہ جب بارش نقصان دہ ہوتی ہے تو موسلا دھار بارش ہوتی ہے اور جب ضرورت ہوتی ہے تو بارش نازل نہیں ہوتی۔ رسول اللہ ﷺ نے وجہ بیان فرمائی:

﴿وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنْعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ﴾

”جب لوگ اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا بند کریں گے تو آسمانی بارش سے محروم کر دیے جائیں گے۔“

(ابن ماجہ کتاب الفتن، باب العقوبات (۴۰۱۹) و صحیح الترغیب (۷۶۴)

امت مسلمہ اگر صحیح ناپ تول سے عشر دیتی رہی تو آفتوں اور مصیبتوں سے محفوظ رہے گی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ آدَى زَكَاةَ مَالِهِ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ شَرُّهُ﴾

”جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی اس سے اس (مال) کا شر ختم ہو جاتا ہے۔“

(صحیح الترغیب: ۷۴۳) و الحاکم (۱/ ۳۹۰)

عشر فرض ہے اور کھاد، سپرے کے اخراجات نکالے بغیر کل فصل سے دیا جائے گا جب وہ پانچ وسق یا اس سے زائد ہو تو اگر بارانی ہے تو (۱۰) من سے ایک من یعنی دسواں حصہ اور اگر پانی قیمتا لگوا یا ہے تو بیسواں حصہ دینا ہوگا یعنی ۲۰ من میں سے (۱) من۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُورُ وَفِيمَا سَقَى بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ

الْعُشْرِ﴾ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ، باب مافیہ العشر أو نصف

العشر (۹۸۱) (۲۲۶۹) و ابو داؤد (۱۵۹۷)

”جس فصل کو نہریں اور بارش سیراب کرے اسمیں دسواں حصہ اور جو اونٹوں کے ذریعے

(کھینچ کر) سیراب کی جائے اسمیں بیسواں حصہ ہے۔“

اور صحیح بخاری کے الفاظ یوں ہیں:

﴿فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ وَمَا سَقَى بِالنَّضْحِ

نِصْفُ الْعُشْرِ﴾ (صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب العشر فیما یسقی من

ماء السماء (۱۴۸۳)

”جس فصل کو بارش اور چشمے سیراب کریں یا بارانی ہو تو اس میں دسواں حصہ ہے اور جو فصل

پانی کھینچ کر سیراب کی جائے اسمیں بیسواں حصہ ہے۔“

مندرجہ بالا دلائل سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ صرف نہروں اور چشموں سے آنے والے پانی سے سیراب ہونے والی زمین میں دسواں حصہ ہونا چاہیے، یعنی دس من پر ایک من لیکن اگر نہری پانی کے ساتھ ٹیوب ویل وغیرہ کا پانی بھی لگایا جاتا ہے جس سے اخراجات آتے ہیں تو ہر بیس من پر ایک من یعنی نصف عشر ہوگا۔

لہذا ”وَأَتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ“ (الانعام ۱۴۱) ”اس کا حق اسکی کٹائی کے دن ادا کرو“ کے تحت عشر فرض ہے۔ اور کل پیداوار پر عشر ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ﴾ (البقرہ: ۲۶۷)

”اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے خرچ کرو جو تم نے کمائی ہیں اور ان میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالی ہیں۔“

”جو بھی ہم نے پیدا کیا“ کا معنی یہ ہے کہ کل فصل سے دسواں حصہ یا بیسواں حصہ ادا کرو۔

شریعت میں صرف ایک ہی خرچہ معتبر ہے اور وہ پانی کا خرچہ ہے باقی تمام اخراجات زمیندار کے ذمے ہیں۔ اگر پانی قیمتاً لگوایا ہے مثلاً ٹیوب ویل کے ذریعے تو بیسواں حصہ وگرنہ دسواں حصہ دینا ہوگا۔ کھاد، سپرے، ٹریکٹر یا تھریشر وغیرہ کا استعمال جو انسان اپنی سہولت کے لیے یا فصل بچانے یا بڑھانے کے لیے اضافی اخراجات کرتا ہے وہ اسے خود ادا کرنے ہوں گے نیز ٹھیکہ نکال کر عشر دینا بھی خلاف شرع ہے کیونکہ ٹھیکہ تو رسول اللہ ﷺ کے دور میں بھی موجود تھے بخاری (۳۲۳۲) مگر آپ نے اسکو فصل سے نکالنے کی اجازت نہیں دی۔

عشر بھی چونکہ زکاۃ ہے اور زکاۃ میں باقاعدہ ایک مد مجاہدین فی سبیل اللہ کے لیے متعین ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مصارف زکاۃ میں بیان کرتے ہوئے «وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ» کو ایک علیحدہ مصرف قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً

مَنْ اللَّهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿التوبة: ۶۰﴾

”صدقات تو صرف فقیروں اور مسکینوں کے لیے اور ان پر مقرر عالموں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کے دلوں میں الفت ڈالنی مقصود ہو اور گردنیں چھڑانے میں اور تاوان بھرنے والوں میں اور اللہ کے راستے میں اور مسافروں میں (خرچ کرنے کے لیے ہیں)۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک فریضہ ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔“

لہذا عشر مجاہدین کو دیا جاسکتا ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

﴿اما في سبيل الله فمنهم الغزاة الذين لا حق لهم في الديوان﴾

”فی سبیل اللہ میں وہ مجاہدین (غازی) بھی ہیں جنکا دفتر میں کوئی حق نہیں۔“

(تفسیر ابن کثیر ص ۶۱۶)

امام ابو بکر ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿سبل الله كثيرة ولكنى لا اعلم خلافا في ان المراد بسبيل الله هـنا الغزو من جملة سبيل الله﴾

اللہ کے راستے بہت سارے ہیں لیکن میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں سمجھتا کہ یہاں سبیل اللہ سے مراد جہاد کرنا بھی فی سبیل اللہ میں شامل ہے۔ (احکام القرآن ۲/۹۶۹)

(بقیہ صفحہ نمبر: ۴)

۵۔ تعزیت کے دوران میت اور اہل میت کے لیے جہر اداء کرنا (مسلم: ۹۲۰)

۶۔ نماز کے بعد آواز بلند تکبیر کہنا (بخاری: ۸۴۲)

۷۔ نماز کے بعد تکبیر کے بعد تین بار اونچی آواز سے اپنے لیے دعائے مغفرت کرنا (مسلم: ۵۹۱)

ان مواقع کے علاوہ اور بھی کچھ مواقع ایسے ہیں جن میں ہاتھ اٹھا کر یا آواز بلند دعاء کرنا ثابت ہے۔ ہم بغرض اختصار انہی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وسلم

چھٹی قسط

فہم قرآن



آئیے قرآن سمجھیں

(سوالاً جواباً)

محمد عظیم حاصل پوری

[تفسیر القرآن کی پہلی پانچ اقساط مجلہ ندائے امت حاصل پور کے پہلے پانچ شماروں میں

دیکھی جاسکتی ہیں : www.Nida-e-ummat.blogspot.com

سوال: منافق کسے کہتے ہیں اور اسکی چند علامات ذکر کریں؟

جواب: دل میں کفر چھپا کر زبان سے ایمان ظاہر کرنے والے کو منافق کہتے ہیں یعنی جسکا قول و عمل اور ظاہری و باطنی حالت مختلف ہو وہ منافق ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مذکورہ آیات میں اس منافق کا تذکرہ کیا کہ وہ ایمان حقیقی لاتا ہی نہیں، اظہار کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس طرح میں مومنوں اور اللہ کو دھوکہ دے رہا ہوں حالانکہ دھوکا تو اس کے ساتھ ہو رہا ہے کہ دنیا میں اسے مسلمان قرار دیا گیا اور روز قیامت اس کے ساتھ ایسا سلوک ہوگا کہ اسے جہنم کے سب سے نچلے حصے میں ڈالا جائے گا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے

”بے شک منافق لوگ اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں حالانکہ وہ انہیں رسوا کرنے

والا ہے“ [النساء: ۱۴۲]

رسول اللہ ﷺ نے منافقین کی چند علامات بھی ذکر فرمائی ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں جس میں ہوں وہ منافق ہے۔

اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ	جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے
وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ	اور جب وہ وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے
وَإِذَا اتَّخَذَ خَانَ	اور جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت کرے

ایک روایت میں ہے کہ جب جھگڑا کرتا ہے تو بدزبانی کرتا ہے۔

مسلم، الایمان، باب خصال المنافق (۵۸، ۵۹) والبخاری (۳۳)

سوال: منافقین کے دلوں میں بیماری ہے اس سے کیا مراد ہے؟

جواب: ”مَرَضٌ“ سے مراد ایمانی بیماری ہے نہ کہ جسمانی یعنی انہیں شک و شبہ اور نفاق کی بیماری ہے جسے

اللہ نے مزید کر دیا ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ہے:

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَرَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَرَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ﴾

(التوبة: ۱۲۴-۱۲۵)

”سو جو ایمان والے ہیں ان کا تو ایمان زیادہ کیا اور وہ خوش ہوتے ہیں، اور جن کے دلوں

میں مرض ہے اُن کے حق میں خبت پر خبت زیادہ کیا اور وہ مرے بھی تو کافر کے کافر۔“

سوال: فسادِ لوگ کون ہیں؟

جواب: منافقین مفسد لوگ ہیں کیونکہ فساد سے مراد اللہ کی نافرمانی ہے منافق ہمیشہ اللہ اور اسکے رسول

کی نافرمانی کرتے ہیں اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالتے ہیں جو اطاعت الہی نہیں ہے۔ حضرت

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ انہیں جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم تو ہدایت

و اصلاح پر ہیں جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، اور اسی طرح منافقین کا مومنوں کو چھوڑ کر چوری چھپے

کفار سے دوستی رکھنا فساد کا سب سے بڑا موجب ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ﴾

”کافر آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ملک میں فتنہ ہوگا اور

زبردست فساد ہو جائے گا۔“ (الانفال: ۳۷)

سوال: حقیقی بے وقوف کون لوگ ہیں؟

جواب: حقیقی بے وقوف منافق ہیں جبکہ ان منافقین نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم کو بے وقوف کہا جنہوں نے

اللہ کی راہ میں جان و مال کی کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا اور آج کے منافقین یہ باور کراتے ہیں کہ نعوذ باللہ صحابہ کرام دولتِ ایمان سے محروم تھے اللہ تعالیٰ نے جدید و قدیم دونوں منافقین کی تردید فرمائی۔ فرمایا کسی اعلیٰ تر مقصد کے لیے دنیوی مفادات کو قربان کر دینا بے وقوفی نہیں، عین عقلمندی اور سعادت ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی سعادت مندی کا ثبوت مہیا کیا۔ اس لیے وہ یکے مومن ہی نہیں بلکہ ایمان کے لیے ایک معیار اور کسوٹی ہیں، اب ایمان انہی کا معتبر ہوگا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح ایمان لائیں گے ﴿فَإِنْ أَمْنُوا بِمِثْلِ مَا أَمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا﴾ [سورة البقرة: ۱۳۷] اور جو ایسا نہیں وہ بے وقوف ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرنے کا دعویٰ کیا لیکن نفاق کی وجہ سے کچھ فائدہ نہیں ہونے والا۔

سوال: شیاطین سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب: شیاطین سے مراد منافقین کے امراء اور سردارانِ کفر ہیں۔ ویسے ہر بہکانے اور سرکشی کرنے والے کو شیطان کہتے ہیں وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

﴿شَیَاطِیْنَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ﴾ (الانعام: ۱۱۲)

”بہت سے شیطان پیدا کئے تھے کچھ آدمی اور کچھ جن۔“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ہم جنوں اور انسانوں کے شیطانوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ تو ابوذر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا انسانوں کے شیطان بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں“

سنن نسائی، الاستعاذہ (۵۵۰۹) واحمد (۵/۱۷۸)

(بقیہ صفحہ نمبر: ۱۸)

جس میں طلباء کی تعداد ۳۰۰ کے قریب ہے (۲۰۰۲ء) سے لے کر مدرسہ کے آج تک مدیر (پرنسپل) محترم فضیلۃ الشیخ عبداللطیف صاحب (فاضل مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب) ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ شفقت ہم پر اپنی رحمت اور فضل سے ہمیشہ ہمیشہ قائم رکھیں۔ اس مدرسہ سے اب تک ۵ کلاسز صحیح بخاری پڑھ کر فارغ التحصیل ہو چکی ہیں۔ صحیح بخاری وہاں پر شیخ صاحب ہی پڑھاتے ہیں۔ راقم کو بھی شیخ صاحب کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ (جاری ہے.....)

قسط اول

سیر و سوانح

حافظ

عبداللہ بہاؤ پوری

رحمۃ اللہ علیہ

تحریر..... حافظ عبدالرؤف بہاؤ پوری

حافظ عبداللہ بہاؤ پوری رحمۃ اللہ علیہ کون تھے.....؟ کس علاقے سے ان کا تعلق تھا.....؟ ان کی دینی خدمات کیا تھیں.....؟ یہ سب کچھ جاننے سے پہلے ان کے والد مکرم مولوی نور محمد کے بارے میں کچھ باتیں۔

مشرقی پنجاب کے ضلع انبالہ کی تحصیل روپڑ میں ایک گاؤں ”ڈگری“ کے نام سے موسوم تھا آزادی کے بعد روپڑ کو تحصیل کے دائرہ سے نکال کر ضلع کا درجہ دے دیا گیا۔ اور اب یہ گاؤں ضلع روپڑ میں ہے۔ وہاں عبداللہ صاحب کے والد نور محمد رہا کرتے تھے جن کا تعلق گجر برادری سے تھا۔ ان کے ہاتھوں اتفاق سے ایک آدمی قتل ہو گیا، اور اس قتل کے نتیجہ میں ان کی زندگی بالکل بدل گئی اور ذہن کے نقشے میں ایسی تبدیلی آئی کہ لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انہوں نے بارگاہ خداوندی میں گڑگڑا کر توبہ کی اور حضرت امام عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں امر تسر پہنچ گئے اس وقت ان کی عمر چالیس برس کی تھی۔

امام صاحب نے پوچھا کیسے آئے ہو۔ عرض کیا علم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں اب امام صاحب نے انہیں اپنے حلقہ شگردی میں شامل کر لیا اور مدرسہ غزنویہ میں تقریباً تین میل دور ایک گاؤں میں ان کے کھانے کا انتظام کر دیا اور شرط یہ لگائی کہ یہاں سے مغرب کی نماز پڑھ کر وہاں جائیں گے۔ شام کا کھانا کھا کر صبح کا ساتھ لے آئیں گے۔ اور عشاء کی نماز یہاں آ کر باجماعت ادا کریں گے۔ یہ شرط بظاہر بڑی سخت تھی نماز مغرب پڑھ کر تین میل جانا وہاں کھانا کھانا اور تین میل واپس آ کر عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنا بظاہر مشکل کام تھا لیکن طالب حق نے نہایت خوشی سے اسے منظور کر لیا اور اس پر باقاعدہ عمل ہوتا رہا اس طرح انہوں نے تحصیل علوم دینیہ کا آغاز کیا اور پھر یہی ان کے شب و روز کا اصل مشغلہ قرار پایا۔ اور دین اسلام کے بڑے عظیم اور مخلص مبلغ بنے۔

حافظ عبداللہ بہاولپوری صاحب اسی مبلغ اسلام کے بیٹے تھے۔ جو دو بیٹیوں کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ ان تینوں بہن بھائیوں کی مولوی نور محمد نے بڑھی اچھی تربیت کی، تینوں نے قرآن مجید حفظ کیا، قرآن مجید روپڑ ہی میں مولانا عبداللہ روپڑی صاحب کے چھوٹے بھائی حافظ عبدالرحمن روپڑی صاحب سے حفظ کیا۔

حافظ عبداللہ صاحب کے خاندان کے تمام افراد حافظ قرآن ہیں نواسے نواسیاں پوتے پوتیاں سب حافظ ہیں حافظ صاحب کی ایک بہو نے قرآن مجید حفظ کیا تھا شادی کے بعد حافظ صاحب نے خود اسے حفظ کروایا تھا۔

حفظ کے بعد حافظ صاحب نے مڈل کا امتحان دیا۔ اس زمانہ میں مڈل کے طلباء کا ایک مقابلے کا امتحان ہوتا تھا، حافظ نے اس مقابلہ کے امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی اور ان کو سرکاری وظیفہ ملنے لگا۔ مڈل کا امتحان اس امتیازی شان سے پاس کرنے کے باوجود ان کے والد مولوی نور محمد نے اپنے بیٹے کو ہائی سکول میں داخل نہیں کروایا بلکہ اسے جامعہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ (ضلع فیصل آباد) میں اس کے مہتمم صوفی عبداللہ صاحب کی خدمت میں لے گئے اور وہاں داخل کروایا دیا تاکہ وہاں دینی علوم کی تحصیل کی جائے۔ حافظ صاحب نے جامعہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ میں تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور ساتھ ہی ساتھ پرائیویٹ تیاری کر کے میٹرک کا امتحان بھی اچھے نمبروں سے پاس کیا، یہ ۱۹۴۳ء کی بات ہے۔

رمضان المبارک میں طلباء کو دو مہینوں کی چھٹیاں ہوئیں تو باقی طلباء کی طرح حافظ صاحب بھی اپنے وطن چلے گئے اور پھر جامعہ تعلیم الاسلام میں واپس نہیں آئے، کیوں واپس نہیں آئے؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب میٹرک کا نتیجہ نکلا تو ان کے والد مولوی نور محمد کا ارادہ تو بیٹے کو اوڈانوالہ بھیجنے کا تھا تاکہ وہ دینی تعلیم مکمل کر لیں لیکن ہوا یہ کہ ان کے گاؤں کے چند لڑکوں کو ان کے والدین میٹرک کے مزید تعلیم کے لیے علی گڑھ بھیجنا چاہتے تھے حافظ عبداللہ صاحب چوں کہ میٹرک میں فرسٹ آئے تھے اور ذہین بھی تھے اس لیے ان لڑکوں اور ان کے والدین نے مولوی نور محمد صاحب سے اصرار کیا کہ وہ بھی حافظ صاحب کو علی گڑھ بھیجیں چنانچہ انہیں علی گڑھ بھیج دیا گیا۔ وہاں سے حافظ صاحب نے

یہ بات بھی یاد رہے کہ حافظ صاحب نے علی گڑھ میں بھی دینی تعلیم کو جاری رکھا ہوا تھا وہ اس طرح کہ انہوں نے ایک عالم دین سے رابطہ کیا اور ان سے دینی علوم حاصل کرنے کی خواہش کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں بہت مصروف ہوں، نماز فجر سے پہلے کچھ ٹائم دے سکتا ہوں اس وقت اگر آسکو تو آجایا کرو۔ یہ جگہ حافظ صاحب کے ہاسٹل سے تین میل کے فاصلے پر تھی۔ حافظ صاحب روزانہ وہاں جاتے اور نماز فجر تک وہ دینی علوم کی کتابیں پڑھتے، لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس بزرگ کا اسم گرامی کیا تھا۔ اس کے بعد وہ علی گڑھ سے ایف ایس سی کر کے آئے تو انہیں واپس جانے نہیں دیا۔ کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو ڈاکٹر اور انجینئر نہیں بلکہ عالم دین بنانا چاہتے تھے۔

اس موقع پر یہ بھی یاد رہے کہ علی گڑھ کے دور طالعلمی میں ہی حافظ صاحب کی شادی ہو گئی تھی، ان کی شادی کا پس منظر کچھ یوں ہے۔

ایک مرتبہ حافظ صاحب علی گڑھ سے چھٹیوں میں گھر آئے انہی دنوں ان کے والد صاحب کے ایک دوست حاجی فتح محمد صافو والہ سے ان کے ہاں تشریف لائے، ایک یا دو دن وہاں رہے صبح کو جانے لگے تو مولوی صاحب سے کہا کہ میری بیٹی جوان ہے میں آپ کے پاس اس رشتے کے لیے آیا تھا۔ مولوی نور محمد صاحب نے جواب دیا میرا بیٹا ابھی پڑھ رہا ہے اتنی جلدی اس کی شادی کرنا ممکن نہیں، تعلیم سے فارغ ہوگا تو پھر اس مسئلہ پر غور کریں گے۔

حاجی فتح محمد نے مایوس ہو کر کہا: ٹھیک ہے مولوی نور محمد! کل قیامت کے دن اللہ کے دربار میں حاضر ہوں گے تو تمہارا گریبان ہوگا اور میرا ہاتھ میں اللہ سے عرض کروں گا کہ میں اس شخص کے پاس صرف اس لیے اپنی بیٹی کا رشتہ لے کر گیا تھا کہ یہ اہل حدیث ہے اور میری برادری کا ہے، میرے علاقے میں اور کوئی بھی ایسا بندہ نہیں تھا لیکن اس نے میرا پیغام رد کر دیا۔ یہ الفاظ سن کر مولوی صاحب نے حاجی صاحب سے کہا کہ اچھا اگر یہ بات ہے تو پھر ہم اپنے بیٹے کی شادی کیے دیتے ہیں۔ اس طرح علی گڑھ کے زمانہ طالعلمی میں ہی حافظ صاحب کی شادی ہو گئی، حافظ صاحب کا علی گڑھ کا طالب علمی کا دور تحریک پاکستان کا دور تھا۔ آپ نے تحریک پاکستان میں اور قیام پاکستان کے وقت

ہجرت کرتے ہوئے اپنی بھرپور جوانی کے کئی جوہر دکھائیں ہیں۔ پاکستان آنے کے بعد حافظ صاحب کا خاندان سرگودھا کے قریب چک ۸۵ شمالی میں سکونت پذیر ہوا حافظ صاحب کے والد صاحب نے ۱۹۴۸ء میں لاہور میں وفات پائی۔ والد صاحب کی وفات کے تقریباً ایک سال بعد حافظ صاحب نے لاہور کا رخ کیا اور وہاں پنجاب یونیورسٹی سے B.A. کا پرائیوٹ امتحان پاس کیا، اور اچھے نمبروں سے کامیاب ہوئے اس دوران حافظ صاحب نے ایک محکمے میں بطور کلرک ملازمت بھی کی۔ B.A. کرنے کے بعد آپ نے پنجاب یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا اور ایم اے اسلامیات کیا۔

روزنامہ نوائے وقت کے عملہ ادارت کے رکن اور اس کے ”سرراہے“ نویس محترم پروفیسر محمد سلیم صاحب ایم اے اسلامیات میں حافظ صاحب کے ہم جماعت تھے ان کا کہنا ہے کہ حافظ صاحب ان دنوں میں زوردار طالب علم تھے ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا اور وہ دو ٹوک بات کیا کرتے تھے۔ ایم اے پاس کرنے کے بعد ان کا کارواں حیات نئے موڑ کا اور نئے سفر کا آغاز کرتا ہے۔ یعنی ۱۵ اکتوبر ۱۹۵۳ء کو الیس۔ ای کاالج بہاول پور میں اسلامیات کے لیکچرار کی حیثیت سے ان کا تقرر ہو جاتا ہے۔ ۳۴ سال یہ خدمت سرانجام دینے کے بعد ۲۲ جولائی ۱۹۸۷ء کو ریٹائر ہو جاتے ہیں۔ ان ۳۴ سالوں میں وہ کن کن منازل سے گزرے اور کن کن خوش گوار اور ناپسندیدہ واقعات سے دوچار ہوئے ان میں سے چند باتیں آئندہ سطور میں درج کی جا رہی ہیں۔

۱۹۵۳ء میں بہاولپور جانے کے بعد حافظ صاحب نے وہاں اپنے ہم ذہن (اہل حدیث) لوگوں کی تلاش شروع کی کیونکہ یہ قدر کی بات ہے کہ جس مسلک و مذہب اور جس ذوق کا آدمی جہاں جائے وہاں وہ اپنے مسلک کے لوگ تلاش کرتا ہے۔

تلاش شروع ہوئی تو پتا چلا کہ یہاں شاہی مسجد کے قریب ایک ٹونکیاں والی مسجد ہے جس سے اہل حدیث حضرات کا کچھ تعلق ہے یہ چھوٹی سی مسجد تھی جس میں چند اہل حدیث حضرات نماز پڑھتے تھے، لیکن زیادہ تر نمازی حنفی المسلک تھے اس لیے اہل حدیث حضرات کھل کر اپنے مسلک کا اظہار نہیں کر سکتے تھے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہاں ایک مولوی قادر بخش صاحب ہوتے تھے تقسیم ملک کے وقت پٹیالہ سے یہاں آئے تھے۔ وہ اگرچہ اچھے عالم دین تھے لیکن اس ماحول میں تنہا تھے اس لیے

خاموش تھے سب سے پہلے حافظ صاحب نے مولوی قادر بخش سے ملاقات کی۔ اور چند ملاقاتوں کے بعد فیصلہ ہوا کہ دعوت حق کی تبلیغ اور دعوتی جدوجہد کا آغاز کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے خطبہ جمعہ کا آغاز بہاولپور ٹیکنیکل ہائی سکول کے متصل دارالاطفال کی مسجد میں کیا لیکن مخالفین ان کے خلاف صف آراء ہو گئے پھر انہوں نے ٹونکیاں والی مسجد میں جمعہ شروع کیا تو وہاں بھی مشکلات پیدا کی گئیں۔ اب انہوں نے اللہ کا نام لے کر اپنے گھر کی دیوار کے سائے میں خطبہ جمعہ کا آغاز کیا یہ ۱۹۵۶ء کی بات ہے پہلے جمعہ میں صرف ۴ آدمی شامل تھے۔ بجائے اس کے کہ اس آغاز سے ان کی حوصلہ شکنی ہوتی اور زہن میں مایوسی کے اثرات ابھرتے انہوں نے ۴ آدمیوں کی حاضری کو حوصلہ افزا قرار دیا اور کہا کہ اللہ کے فضل سے حاضری بڑھے گی۔ اور اس تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ اسی جگہ کو مسجد بنادیا گیا وہاں پر خطبہ کے علاوہ روزانہ درس قرآن بھی ہونے لگا۔ اور آجکل اس مسجد کی توسیع کر کے نئے سرے سے بہت خوبصورت مسجد تعمیر ہو رہی ہے اور تعمیر آخری مراحل میں ہے۔ اس مسجد کی آباد کاری کے بعد جوان کے گھر سے ملحق تھی، حافظ صاحب نے شکار پوری گیٹ بہاولپور میں ایک بہت بڑی مسجد کی تعمیر کی اس مسجد کی جگہ دو بھائیوں نے وقف کی تھی، وہ تھے چوہدری عبدالعزیز اور چوہدری عبداللہ۔ یہاں وسیع وعریض مسجد تعمیر کی گئی حافظ صاحب نے اس مسجد کی تعمیر کے لیے بہت محنت کی اگر ان سے کوئی پوچھتا کہ آپ کی جماعت کے تو چند افراد ہیں مسجد اتنی بڑی بنائی جا رہی ہے تو جواب دیتے کہ پہلے صرف میاں بیوی دو افراد ہوتے ہیں لیکن ان کے لیے کوٹھی بڑی بنائی جاتی ہے جو آہستہ آہستہ اولاد دو افراد سے بھر جاتی ہے۔

اسی طرح یہ مسجد بھی حاملین قرآن وحدیث سے بہت بڑی بنائی جاتی ہے ان کی یہ بات بالکل صحیح ثابت ہوئی اس مسجد میں انہوں نے دسمبر ۱۹۶۶ء میں خطبہ جمعہ کا آغاز کیا تھا اور پھر چند ہی جمعوں کے بعد ہر طبقے کے لوگ دور دراز سے آنے لگے اور مسجد بھر جایا کرتی تھی، اور پھر نماز مغرب کے بعد اس مسجد میں درس قرآن بھی ہونے لگا اس وقت یہ بہاولپور کی بہت بڑی مسجد ہے۔ اس مسجد کی دوبارہ تعمیر کی گئی ہے جو پچھلے سال 2013ء میں مکمل ہوئی تھی، جماعت کے زیر انتظام وہاں پر بہت عظیم الشان مدرسہ جامعہ محمدیہ کے نام سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بطریق احسن چل رہا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۳)



ذخیرہ اندوزی

کی جائز اور ناجائز صورت

نویسہ الرحمن حاصل پوری



اشیاء کی ذخیرہ اندوزی ایسے حالات میں جب کہ عوام کو اس کی شدید ضرورت ہونا جائز ہے عموماً مارکیٹ میں تاجر خود ایک چیز کو شاک کر کے قلت پیدا کرتے ہیں نتیجہً نرخ بڑھنے لگتے ہیں اور عوام اشیاء ضروریات کو ترسے لگتی ہے پھر تاجر حضرات مہنگے داموں اشیاء کو فروخت کر کے خوب نفع کماتے ہیں ایسی ذخیرہ اندوزی سے بچیں چونکہ اسی کو شریعت نے ناجائز قرار دیا ہے۔

حضرت معمر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَحْتَكِرُ إِلَّا خَاطِيٌّ»

ذخیرہ اندوزی صرف گناہگار ہی کرتا ہے۔“ صحیح مسلم، المساقاة (۱۶۰۵)

لیکن یاد رہے اگر کوئی آدمی اپنی ذاتی ضرورت کے لیے (گھر میں گندم، چاول دیگر اجناس وغیرہ) ذخیرہ کر لیتا ہے تاکہ آئندہ مہنگائی کے ایام میں سہولت میں رہے تو یہ شاک کرنا درست ہوگا جیسا کہ ہمارے معاشرے میں عام ہے اور خود رسول اللہ ﷺ غلہ اپنی بیویوں کے لیے سال بھر کا جمع کر لیا کرتے تھے۔

اسی طرح اگر تاجر حضرات ایسے حالات میں ذخیرہ اندوزی کریں جب چیز بازار میں وافر مقدار اور سستی قیمت میں دستیاب ہوتا کہ جب اس کی قلت اور لوگوں کو ضرورت ہو تو اس وقت کی قیمت کے مطابق فروخت کی جائے تو یہ بھی درست ہوگا۔ شرح مسلم للنووی (۴۳/۱۱)

میرا پسندیدہ شعر

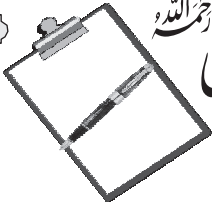
پل بھی ہوتی نہیں آگے پیچھے

(مراسلہ: عبد اللہ نعیم)

موت ہے وقت کی پابند بہت

قسط اول

سیر و سوانح



اک تاریخ ساز شخصیت باباجی عبداللہ گورداسپوری

تحریر..... محمد سہیل احمد گورداسپوری

باباجیؒ جماعت اہل حدیث کی سب سے غیر متنازعہ شخصیات میں سے ایک تھے۔ دوست احباب جانتے ہیں پاکستان ہجرت کے بعد ہمارے خاندان کے کچھ افراد گوجرانوالا اور کچھ فیصل آباد میں قیام پذیر ہو گئے۔ اور پھر آپ جیسے کچھ خوبصورت لوگوں کا ساتھ ہی تھا کہ جس کی وجہ سے باباجیؒ اپنا سب کچھ چھوڑ کر بور یوالا کی سرزمین پر ڈیرہ ڈال کر بیٹھ گئے تھے۔ اسی لیے آج سے کئی سال پیشتر حضرت مولانا علیم ناصری مرحوم نے باباجیؒ کے بارے میں لکھا تھا:

چھوٹی ہے بورے والا سے جو اس کی پھل جھڑی
بنی ہے لاہور کے وہ گل کدوں کی پٹھڑی

ایک عالم دین کی شان اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ جس کی ساری زندگی اللہ کے دین کی تبلیغ میں ہی بسر ہو جائے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ باباجیؒ نے بورے والا میں رہ کر نہ صرف پورے پاکستان بلکہ بیرون ملک بھی اللہ کے دین کی تبلیغ کی۔۔۔۔۔ یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

باباجی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں بور یوالا ہی میں رہنا پسند کرتا ہوں اور میری خواہش بھی یہی ہے کہ اب بور یوالا کی اسی مرکزی جامع مسجد کے اندر سے میرا جنازہ نکلے۔ الحمد للہ ایسا ہی ہوا۔ زندگی کے سفر میں دو تین بار بیرون ملک بھی جانا ہوا تو ہمیشہ یہی دعا کر کے جایا کرتے تھے ﴿یا اللہ واپسی خیر و عافیت سے کرنا اور میرا جنازہ اسی مسجد سے اٹھانا﴾۔

اپنی اہلیہ (یعنی ہماری دادی اماں) کی وفات کے بعد ایک بار جب برطانیہ کے دورے پر تشریف لے گئے تو مولانا محمود احمد میرپوریؒ فرمانے لگے باباجیؒ آپ اپنی بقیہ زندگی ہم کو دے دیں اور یہاں برطانیہ میں ہی رہ کر دین اسلام کی اشاعت کریں۔ فرمانے لگے میرپوری صاحبؒ میرے لئے

بورے والا کی مسجد ہی سب کچھ ہے۔ پھر میر پوری صاحبؒ فرمانے لگے بابا جیؒ پاکستان میں بس کے حادثات بہت ہوتے ہیں اس لئے آپ اب بس میں سفر نہ کیا کریں، بابا جیؒ نے (جو جواب دیا وہ سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل) فرمایا، میر پوری صاحبؒ یہ جماعت اہل حدیث میں نے اپنے ہاتھوں سے بنائی ہے اور میرے پاؤں میں آج بھی اُن کانٹوں کی شدت موجود ہے جو جماعت کی تنظیم نو کی خاطر ریگستانوں میں جا کر موسموں کی شدتوں کو اپنے اندر برداشت کر کے ایک نظم کو قائم کیا تھا اور مجھے معلوم ہے کہ میری جماعت میرے لئے گاڑی کا خرچہ برداشت کر سکتی ہے لیکن میں اُن پر اپنی گاڑی کا خرچہ نہیں ڈال سکتا، اس لئے بس سے سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ بابا جیؒ کی پاکستان واپسی کے کچھ ہی عرصہ کے بعد مولانا محمود احمد میر پوریؒ کا برطانیہ میں ہی روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا تو بابا جیؒ نے یہ واقعہ سنا یا اور فرمایا مجھے کہا کرتے تھے کہ بس پر سفر نہیں کرنا اور اللہ کی شان دیکھو خود روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئے اور مولانا میر پوریؒ کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی۔

بابا جیؒ ساری زندگی عقیدہ توحید و سنت پر کار بند رہے اور ہمیشہ اسی عقیدے کا دفاع کیا۔ آپ کی طرز خطاب نرالی تھی۔ کیونکہ آپ کسی کی نقل نہیں کرتے تھے۔ بابا جیؒ ایک لمحے میں ہنسا بھی دیا کرتے تھے اور اگلے ہی لمحے میں رولا بھی دیا کرتے تھے یہ اک خاص وصف ہے جو اللہ تعالیٰ صرف اپنے خاص بندوں کو ہی عطا کرتا ہے۔ ویسے بھی بقول سعید الفتؒ

روا جاندا اے ہسا جاندا اے
مجمع تے قابو پا جاندا اے

بابا جیؒ جب نومبر 1949ء میں بور پوالا تشریف لائے تب ایک چوترا نما ایک چھوٹی سی جگہ نماز کے لئے موجود تھی، لیکن وہ لوگ جو اُن کے ساتھ چلے یہاں جن لوگوں کا ساتھ بابا جان کو ملا وہ بہت ہی نیک اور مخلص لوگ تھے، اگر وہ نیک اور مخلص نہ ہوتے تو اہل حدیث کی کسی مسجد کے اندر ایک امام و خطیب 63 برس گزار ہی نہیں سکتا تھا۔

آج الحمد للہ بور پوالا شہر کے اندر اور ارد گرد میں چالیس سے زیادہ اہل حدیث کی مساجد نا

صرف قائم ہیں بلکہ آباد بھی ہیں شہر کے ارد گرد دیہات میں قائم ہونے والی مساجد کی تعداد اس کے علاوہ ہے ان مساجد میں سے اکثر کاسنگ بنیاد باباجیؒ نے ہی رکھا تھا۔ باباجانؒ نے اپنی وفات سے صرف 2 ماہ پیشتر ایک مسجد کاسنگ بنیاد رکھا تھا اور الحمد للہ وہ بھی اب ایک خوبصورت عمارت کی شکل میں مکمل ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب مساجد کو قیامت تک آباد رکھے (آمین)

باباجیؒ بڑے صالح، فقیر منش، رحم دل، ولی اللہ اور درویش صفت انسان تھے وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں کوئی زیادہ تہجد گزار تو نہیں ہوں لیکن رات کو سونے سے پہلے کسی نہ کسی کتاب کو ضرور پڑھتا ہوں اور تہجد گزار شاید اس لئے نہیں ہوں کہ میں نے ساری زندگی سفر کیا ہے اور سفر بھی دین کی تبلیغ کے لیے اور واپسی اُس وقت ہوتی جب آسمانوں سے آوازیں آرہی ہوتی ہیں کہ مانگو جو مانگنا ہے اکثر واپسی کے سفر میں ذکر اذکار کرتے یا پھر اللہ تعالیٰ کے حضور دُعائیں کر رہے ہوتے اکثر فجر کی نماز کے وقت واپسی ہوتی تھی اور فجر کی نماز کے بعد کبھی درس قرآن کو قضا نہیں کیا تھا۔ بقول شاعر:

جدوں دا اے گورداسپور توں ہے آیا
بورے والا ای اپنا مسکن بنایا
ایناں عرصہ اک جاء تے کرنی خطابت
کسے نوں ای ہندی اے حاصل سعادت
مقرر دا کم کی اے اک تھاں تے رہناں
مقرر تے ہندا اے تھاں تھاں دا گہناں
پر اے بابا تھاں تھاں نہیں وکیا ہویا اے
بس اکو جگہ تے ای ٹکیا ہویا اے

اب جیسا کہ اُن کے بڑے بیٹے مورخ جماعت اہل حدیث ڈاکٹر بہاء الدین نے اپنی کتاب تحریک ختم نبوت کی جلد 16 میں لکھا ہے:

والد گرامی قدر حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری جو حضرت مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی کے واسطے سے (حضرت میاں صاحب کے پوتے شاگرد ہیں) نے بوریا والہ ضلع وہاڑی،

پاکستان میں ۱۹۴۹ء سے لے کر ۲۰۱۲ء تک یعنی ۶۳ سال تک درس قرآن کا سلسلہ جاری رکھا اور چار دفعہ قرآن کریم کا درس مکمل کیا، اور پانچویں دفعہ تکمیل کی مہلت نہ ملی کہ ۷ مئی ۲۰۱۲ء کو انتقال فرما گئے۔ کسی ایک مسجد میں اتنے طویل عرصے تک باقاعدہ درس قرآن دینے کی سعادت شاید برصغیر میں کسی اور اہل علم کو تاحال حاصل نہیں ہو سکی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ [بہاء الدین۔]

أُولَئِكَ أَبَائِي فَجِئْنِي بِمَنْلِهِمْ
إِذَا جَمَعْتَنَا يَا جَرِيرُ الْمَجَامِعِ

آپ نے اپنی پوری زندگی دین حق کی خدمت کیلئے وقف کیے رکھی اور اپنی گزر اوقات کے لئے تادم واپسی امامت و خطابت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ نہ صرف علمائے اہل حدیث بلکہ ہر مسلک کے علماء کرام کا بڑا احترام کرتے تھے، کئی مثالیں میرے سامنے موجود ہیں ان میں سے ایک دو آپ کے سامنے رکھتا ہوں، جب مولانا سردار محمد صاحب آف فیصل آباد حیات تھے تو جب کبھی بھی فیصل آباد جانا ہوتا تو جماعت کی قابل احترام شخصیت (جن سے میری مراد جناب مولانا یوسف انور صاحب) کے ہمراہ مولانا سردار محمدؒ سے ملنے جایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اور مولوی سردار محمد مرحوم قادیانیت کے خلاف تقاریر کرنے کے جرم میں ہم اکٹھے بٹالہ کی حوالات میں بند ہوا کرتے تھے۔ اور پھر جب مولانا سردار محمدؒ آف فیصل آباد کا انتقال ہوا تو تب بھی ہم لوگ تعزیت کے لئے صاحبزادہ فضل کریم کے پاس اُن کے مرکز میں گئے تھے لیکن افسوس در افسوس کہ آج کچھ لوگ اپنے اکابر کو اُن کی زندگی میں ہی بھول جایا کرتے ہیں اُن کی وفات کے بعد اُن کے بچوں سے تعزیت کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔ اور اسی طرح جب مجاہد ختم نبوت، حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحبؒ فیصل آباد میں انتقال فرما گئے تو بور یوالا سے صرف تعزیت کے لیے جناب مولانا یوسف انور صاحب کے ہمراہ مولانا قاسمیؒ کے بچوں کے پاس گئے اور مولانا قاسمی مرحوم کے درجات کی بلندی کی دعا کی۔ بابا جیؒ جب انگلینڈ کے تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے تو مولانا ضیاء القاسمیؒ مرحوم بھی ساتھ تھے اور اُس دورے کی بہت سی خوشگوار یادیں مولانا یوسف انور صاحب کے پاس محفوظ ہیں۔ (جاری ہے..)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کوئٹہ کی کہانی



رد بدعات

تحریر..... ابو عبد الرحمن شاکر

ماہ رجب کی ۲۲ تاریخ کو خصوصاً خواتین امام جعفر صادق علیہ السلام کے نام پر مٹی کے چھوٹے چھوٹے پیالے (کوئٹے) حلوہ وغیرہ سے بھر کر گھروں میں تقسیم کرتی ہیں اور اس کے فیوض و برکات پر عجیب و غریب داستانیں سناتیں ہیں جبکہ حقیقت میں شریعت میں ماہ رجب میں اس قسم کی بدعات کا کوئی تصور نہیں اور نہ ہی اس طرح کی ماہ رجب میں دیگر رسومات جو موجودہ دور میں ہیں، اسلام نے ان کا کوئی تصور پیش کیا ہے۔ آئندہ سطور میں ہم مختصر طور پر کوئٹوں کی کہانی کی شرعی حیثیت پر بات کریں گے۔

داستان عجیب..... یہ اس زمانے کی بات ہے جب حضرت جعفر صادق علیہ السلام حیات تھے۔ ان کے دور میں مدینہ منورہ میں ایک تنگ دست لکڑہارا رہا کرتا تھا۔ تنگ دستی کے علاج کے لیے اس نے کسی دوسرے ملک میں جانے کا سوچا اور چل دیا۔

ادھر لکڑہارے کے چلے جانے سے گھر والوں کا واحد سہارا ان سے چھن گیا۔ آخر لکڑہارے کی بیوی وزیر کی بیوی کی خادمہ بن گئی۔ لکڑہارے کی بیوی اسی وزیر کی بیگم کے محل کے صحن میں جھاڑو دے رہی تھی کہ اچانک وہاں سے سیدنا جعفر صادق علیہ السلام کا گزر ہوا جب اس محل کے صحن میں پہنچے تو اچانک رک گئے اور اپنے عقیدت مندوں سے پوچھا کہ یہ کون سا مہینہ ہے اور آج کون سی تاریخ ہے۔ عقیدت مندوں میں سے ایک آگے بڑھا۔ اور دست بستہ (ہاتھ باندھے ہوئے) یہ عرض کیا: حضور! یہ رجب کا مہینہ ہے اور رجب کی بائیس تاریخ ہے۔

پھر پوچھا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ رجب کی بائیس تاریخ کی کیا فضیلت ہے؟

عرض کیا: حضور ہی جانتے ہوں گے؟

فرمایا: اومیرے مریدان خاص! آئیے پھر سن لیجیے! اس دن کی فضیلت یہ ہے اگر کوئی شخص مصیبت اور پریشانی میں گرفتار ہو تو اسے چاہیے کہ وہ رجب کی ۲۲ تاریخ کو میرے نام کے کوٹھے بھرے۔

اس کا طریقہ کار کیا ہوگا..؟ وہ بازار سے نئے کوٹھے (مٹی کے چھوٹے چھوٹے پیالے) خرید کر لائے انہیں گھی میں تلی ہوئی میٹھی خستہ پوریوں سے بھرے، پھر چادر بچھا کر کوٹھوں کو اس چادر پر رکھے اور پورے اعتقاد کے ساتھ میرا ختم دلائے، پھر میرا ہی وسیلہ پکڑ کر اللہ سے دعا کرے تو اس کی ہر حاجت اور ہر مشکل حل ہو جائے گی۔ اور پھر اس طرح کے عمل سے کسی کی مراد پوری نہ ہو تو وہ قیامت کے دن میرا دامن پکڑ سکتا ہے اور مجھ سے اس کی باز پرس کر سکتا ہے۔ حضرت نے یہ سب کچھ فرمایا اور پھر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ آگے بڑھ گئے۔ لکڑہارے کی خستہ حال بیوی نے تمام کام چھوڑ کر حضرت کے کوٹھوں کا اہتمام کیا اور دعا کی: ”اے اللہ! امام صاحب کے صدقے میری تمام مصیبتیں دور کر دے، میرا شوہر خیریت سے گھر لوٹ آئے اور اپنے ساتھ کچھ مال و دولت بھی لائے۔“ جیسے ہی مدینے میں لکڑہارے کی بیوی نے کوٹھے بھرے ویسے ہی لکڑہارے کے پردیس میں دن پھر گئے۔ وہ اس طرح کہ وہاں سے ایک شاہی خزانہ مل گیا۔ پھر ایک دن تمام مال و دولت اونٹوں اور گھوڑوں پر لاد کر مدینہ منورہ اپنے مکان پر پہنچا۔ گھر پہنچ کر لکڑہارے نے وزیر کے محل کے سامنے ایک عالی شان محل تعمیر کیا اور نو ابوں کی طرح وہاں رہنا شروع کر دیا۔ ایک دن اتفاق سے وزیر کی بیگم اپنے محل کے بالا خانے پر چڑھی تو حیرانی سے لکڑہارے کی بیوی کو بلا بھیجا اور کہنے لگی: اری! کل تک تو تو دو وقت کی روٹی کو ترستی تھی، اور آج یہ ٹھاٹھ باٹھ اس کی کیا وجہ ہے..؟

اس نے داستان بیان کر دی۔ وزیر کی بیوی کوٹھوں کی فضیلت پر ایمان نہ لائی تو اس کے شوہر پر غیب سے ایک مصیبت نازل ہوئی۔ اس پر ملکی خزانہ لوٹنے اور کرپشن کا الزام لگا اور اسے برطرف کرنے کے ساتھ ساتھ جلاوطن بھی کر دیا گیا۔ جو کل تک وزیر تھا آج ملک چھوڑ کر جا رہا تھا۔ راستے میں چلتے ہوئے اس نے ایک خربوزہ خرید لیا کہ بھوک کے وقت کھالیں گے۔

اب دیکھیے...! جس دن وہ معزول ہوا اسی دن شہزادہ شکار پر گیا اور شام کو گھر نہ آیا۔ مشیروں میں سے کسی نے کہا: عالی جاہ! ہو سکتا ہے کہ اسے معزول وزیر اعظم نے قتل کروا دیا ہو..؟ وہ گرفتار ہو کر بادشاہ

کے سامنے پیش ہوا۔ وزیر کے ہاتھ میں رومال میں بندھا ہوا خر بوزہ تھا۔ بادشاہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ عرض کی: حضور! خر بوزہ ہے۔ لیکن جب رومال کھول کر دیکھا گیا تو خر بوزے کی بجائے شہزادے کا خون میں لتھڑا ہوا سر تھا۔ وزیر بھی حیران تھا کہ یہ خر بوزہ شہزادے کا سر کیسے بن گیا..؟ حکم ہوا کہ ان دونوں کو جیل میں بھیج دیا جائے اور صبح سویرے انہیں پھانسی دے دی جائے۔ اب جیل میں میاں بیوی نے سوچا ہم سے ضرور کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے جس کی سزا ہمیں مل رہی ہے۔ آخر وزیر کی بیگم کو یاد آ گیا کہ کافی دن ہوئے میں امام جعفر صادق ؑ کے کونڈوں کے عقیدے پر ایمان نہ لائی تھی۔ پھر دونوں نے رور و کر اپنے گناہ کی معافی مانگی اور پختہ عزم کر لیا کہ اگر اس مصیبت سے نجات مل جائے تو ہم ضرور امام صاحب کے کونڈے بھریں گے۔

اب جیسے ہی بیگم نے عقیدت سے کونڈے بھرنے کا ارادہ کیا، حالات نے پلٹا کھایا۔ گم شدہ شہزادہ کونڈوں کی برکت سے صحیح سلامت واپس آ گیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا فوراً قیدیوں کو بلانے کا حکم دیا اور رومال کھول کر دیکھا تو وہاں شہزادے کے سر کی بجائے خر بوزہ تھا۔ بادشاہ بڑا متاثر ہوا۔ وزیر کو دوبارہ اس کا عہدہ عطا کر دیا اور مزید خلعت فاخرہ سے نوازا۔ پھر شاہی محلات سے لے کر وزیر کے محل تک بڑی دھوم دھام اور اہتمام کے ساتھ کونڈے بھرنے کی ”رسم“ ادا کی گئی اور وزیر کی بیگم تو زندگی بھر ہر سال عقیدت کے ساتھ امام جعفر صادق ؑ کے کونڈے بھرتی رہی۔

کیا یہ سچ ہے..؟..... یہ داستان عجیب جس پر کونڈوں کی بنیاد ہے سراسر من گھڑت اور جھوٹ پر مبنی افسانہ ہے۔ اس کذب بیانی پر ذرا غور کیجیے۔ پوری بات سمجھ آ جائے گی۔

① ایک لمحہ کے لیے سوچئے! کیا سیدنا جعفر صادق ؑ کی زبان سے کسی ایسی رسم کے متعلق ایسے الفاظ نکل سکتے ہیں کہ جو ان کے جد اعلیٰ حضرت علی ؑ نے نہ کی ہو، تاجدار مدینہ ؑ نے نہ کی ہو، خلفائے راشدین، صحابہ اور اہل بیت ؑ نے بھی نہ کی ہو..؟

② اتنا شاندار محل بننے میں کئی ماہ صرف ہوئے ہوں گے۔ ایک دو دن کی تو بات ہی نہیں ہے۔ لیکن وزیر کی بیوی کو اس وقت پتہ چلتا ہے جب وہ اتفاقاً بالا خانے پر جاتی ہے۔ حالانکہ محلے یا بستی میں کوئی

معمولی سی تعمیر بھی ہو تو پورے محلے والوں کو پتہ ہوتا ہے۔

③ اگر یہ اتنا عظیم الشان کام تھا تو اس واقعہ کا ذکر تاریخ کی کسی بھی کتاب میں ملنا چاہیے تھا لیکن یہ ذکر کسی بھی کتاب میں موجود نہیں نہ تاریخ اسلام میں حتیٰ کہ شیعہ کی مستند کتابیں جن میں بارہ اماموں کا ذکر ہے کسی بھی کتاب میں حضرت سیدنا جعفر صادق ؑ کے حالات میں ضمناً بھی اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا گیا۔

④ ساری داستان بادشاہ اور وزیر کے گرد گھومتی ہے جن کے محلات مدینہ منورہ میں ثابت کیے گئے ہیں اور امام جعفر صادق ؑ کی پیدائش شیعہ کتب کے مطابق ۸۳ ہجری اور وفات ۱۴۸ھ ہے۔ شیعہ کی معتبر کتاب ”چودہ ستارے“ کے مصنف نجم الحسن کراوی نے لکھا ہے کہ امام صاحب کا عہد عبدالملک بن مروان سے لے کر ابو جعفر منصور تک ہے اور عبدالملک بن مروان اموی خلیفہ ہے جس کے دور میں دار الخلافہ دمشق تھا۔ اور منصور عباسی حکمران ہے اس دور میں بغداد دار الخلافہ رہا، مدینہ منورہ اس سارے عرصہ کے دوران کبھی دار الخلافہ نہیں رہا۔ امویوں کا دار الخلافہ دمشق اور عباسیوں کا بغداد تھا۔ جب مدینہ دار الخلافہ ہی نہیں رہا تو وہاں بادشاہ اور وزیر کے محلات کہاں سے آگئے؟ اور پھر اس وقت بادشاہت کا تصور ہی نہیں تھا اس دور کے حکمران خود کو خلیفہ کہا کرتے تھے۔ یہ تاریخی حقائق اس داستان کے جھوٹ ہونے کا ثبوت ہیں۔

کونڈوں کی رسم کب شروع ہوئی..... کونڈوں کے بارے میں جو من گھڑت قصہ پیش کیا جاتا ہے وہ تو جھوٹا ثابت ہوا پھر ان کونڈوں کی ابتدا کہاں سے ہوئی؟ اور کونڈے بھرنے کی وجہ کیا ہے؟ آئیے اس کا تھوڑا سا پس منظر ملاحظہ کیجیے۔

پیر جماعت علی شاہ کے ایک مرید مصطفیٰ علی خان نے ایک کتابچہ لکھا جو ”جواہر المناقب“ کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ کونڈوں کی ابتدا ۱۹۰۶ء میں ریاست رام پور یو۔ پی سے ہوئی۔ ایک مشہور شاعر امیر مینائی گزرا ہے، اس کے بیٹے خورشید احمد مینائی نے داستان عجیب کے نام سے کونڈوں کے بارے میں کتاب چھپوا کر ۱۹۰۶ء میں تقسیم کروائی۔ رام پور سے نکل کر یہ رسم لکھنؤ پہنچی۔ پھر ۱۹۱۱ء

میں لکھنؤ کے قریبی علاقوں اودھ، روہیل کھنڈ اور دوسرے علاقوں میں پھیل گئی۔ یہاں سے آہستہ آہستہ گردش کرتی ہوئی مختلف علاقوں میں تو ہم پرست لوگوں کے درمیان پھیلتی چلی گئی۔

حقیقت کیا ہے...؟..... دشمنان صحابہ ہمیشہ سے اپنی دشمنی کا کسی نہ کسی طرح اظہار کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ۲۲ رجب کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر خوشی کا اظہار کرنے کے لیے اس ”رسم بد“ کو شروع کیا۔ شروع شروع میں کوئٹہ کی یہ رسم خفیہ طور پر صرف شیعہ کے اندر ہی تھی، پھر انہوں نے اس رسم میں دوسروں کو شریک کرنے کے لیے نہایت ہوشیاری اور چابک دستی سے اس داستان عجیب کی من گھڑت کرامت کو عوام کے سامنے پیش کیا، چنانچہ دیگر مسلمان بے چارے لاشعوری طور پر ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے جشن میں شریک ہو گئے۔

کیا یہ حضرت جعفر صادق عجل اللہ کی پیدائش کا دن ہے.....؟..... اب عوام میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہ حضرت جعفر صادق عجل اللہ کی پیدائش کا دن ہے اور بعض ان کی وفات کا دن ٹھہراتے ہیں لیکن حقیقت سے دونوں بے خبر ہیں۔ اس لیے کہ امام صاحب نہ اس دن پیدا ہوئے اور نہ وفات پائی۔ آئیے! شیعہ کتب سے ان کی پیدائش و وفات کو دیکھتے ہیں:

حضرت جعفر صادق عجل اللہ ۷ ربیع الاول ۸۳ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۵ شوال المکرم ۱۴۸ھ میں ۶۶ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ کا یوم ولادت ۷ ربیع الاول ۸۳ھ بمطابق ۲۴ مئی ۶۹۹ء ہے۔

[اسلامی انسائیکلو پیڈیا، ص: ۶۲۵]

اعیان شیعہ کے نزدیک ان کی ولادت ۷ ربیع الاول ۸۰ھ/۲۴ مئی ۶۹۹ء کو ہوئی۔ ان کی وفات مدینہ منورہ میں ماہ شوال ۱۴۸ھ/۶۵ء میں ہوئی، انہیں جنت البقیع میں اس روضے میں دفن کیا گیا جس میں ان کے والد باقر، دادازین العابدین اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ مدفون تھے۔

معلوم ہوا کہ حضرت جعفر صادق عجل اللہ کی وفات رجب کے مہینہ میں ہوئی نہ پیدائش۔ بلکہ وہ ربیع الاول میں پیدا ہوئے اور شوال میں وفات پائی۔

۲۲ رجب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا دن..... شیعہ جنتریوں اور رسائل میں ۲۲ رجب کو

”یوم ہلاکت معاویہ“ لکھا جاتا ہے اور تاریخ کی معتبر کتابوں سے ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رجب کے مہینہ میں ۶۰ھ کو وفات پائی۔

شیعہ کے مدرسہ ”المناظر“ لاہور کی جانب سے ایک کیلنڈر شائع ہوتا تھا اور ایک کیلنڈر شیعہ کی دکان سیٹھ برادر شاہ عالم مارکیٹ لاہور سے بھی شائع کیا جاتا تھا یہ کیلنڈر دو رنگے ہوتے ہیں ان میں خوشی کے ایام کو سرخ اور دیگر کو سیاہ رنگ سے شائع کیا گیا ہے اس میں ۲۲ رجب کی تاریخ کو خوشی کے طور پر شائع کیا گیا ہے اور ساتھ لکھا ہے کہ ”مرگ معاویہ“۔

ماہ رجب کی فضیلت..... ”رجب“ یہ ماخوذ ہے ترجیب سے ترجیب کہتے ہیں تعظیم کو چونکہ یہ مہینہ عظمت و عزت والا ہے اس لیے اسے رجب کہتے ہیں اس کی جمع ارجاب رجاب اور رجبات ہے۔ رجب حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے لہذا اس کا احترام ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے خاص طور پر گناہوں سے بچنا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج کے خطبے میں ارشاد فرمایا: کہ زمانہ گھوم پھر کر اپنی اصلیت پر آ گیا ہے سال کے بارہ مہینے ہوا کرتے ہیں جن میں سے چار حرمت و ادب والے ہیں۔ تین پے درپے ذوالقعدہ ذوالحجہ محرم اور چوتھا رجب جو مضر کے ہاں ہے جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان میں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿إِنَّ عِلَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾

”مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ کی ہے اسی دن سے جب سے اس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے ان میں سے چار حرمت کے ہیں“ [التوبة: ۳۶]

رجب کی ستائیسویں رات کی عبادت اور اگلے دن کا روزہ

لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اسراء و معراج کا جو معجزہ ہے یہ رجب کی ستائیسویں رات کو پیش آیا تھا۔ اسی لیے وہ اس رات میں خصوصی عبادت کے قائل ہیں اور اگلے دن روزہ رکھنا

مستحب سمجھتے ہیں۔

کیا رجب کی ستائیسویں کو آپ ﷺ کو معراج ہوا تھا...؟

اس سلسلہ میں پہلی بات یہ ہے کہ واقعہ اسراء و معراج کی تاریخ کے بارے میں اہل علم کے مابین شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں دس سے زیادہ اقوال نقل کیے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ یہ ہجرت سے ایک سال قبل (ماہ ربیع الاول ۱۲ نبوی) میں پیش آیا۔ یہ ابن سعد وغیرہ کا قول ہے اور یہی بات نووی رحمہ اللہ نے بھی بالیقین کہی ہے، جب کہ ابن حزم رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے جو درست نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ابن ابی العزحفی رحمہ اللہ نے بھی اس تاریخ (ہجرت سے ایک سال قبل) کو بالجزم ذکر کیا ہے۔ [شرح العقیدۃ الطحاوی: ۲۲۴]

اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ہجرت سے آٹھ ماہ قبل (ماہ رجب ۱۲ نبوی) میں پیش آیا۔ تیسرا قول یہ ہے کہ یہ ہجرت سے چھ ماہ قبل اور چوتھا قول یہ ہے کہ یہ ہجرت سے گیارہ ماہ قبل پیش آیا۔ اور کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ کہا۔ [فتح الباری: ۲/۲۵۷]

مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ”الرحیق المختوم“ میں اہل سیر کے چھ اقوال ذکر کیے ہیں، ان میں سے ایک قول علامہ منصور پوری رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ یہ واقعہ نبوت کے دسویں سال ۲۷ رجب کو پیش آیا، پھر انہوں نے اسے اس بنا پر صحیح ماننے سے انکار کیا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات نماز پنجگانہ کی فرضیت سے پہلے ہوئی، یعنی نبوت کے دسویں ماہ رمضان میں۔ جب کہ نمازیں معراج کی رات فرض کی گئیں۔ لہذا معراج کا زمانہ ان کے بقول اس کے بعد کا ہوگا اس سے پہلے کا نہیں۔ اسی طرح انہوں نے وہ دو اقوال بھی غیر صحیح قرار دیئے جو اس سے بھی پہلے کی تاریخ بتاتے ہیں۔ رہے باقی تین اقوال (نبوت کے بارہویں سال ماہ رمضان میں، نبوت کے تیرہویں سال ماہ محرم میں اور نبوت کے تیرہویں سال ماہ ربیع الاول میں) تو ان کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ ان میں سے کسی کو کسی پر ترجیح دینے کے لیے کوئی دلیل نہیں مل سکی۔ تاہم ان کے بقول سورہ اسراء کے سیاق سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کی زندگی کے بالکل آخر دور کا ہے۔ [الرحیق المختوم: ۱۹۷]

خلاصہ کلام: ماہِ رجب میں کوئٹہ کا بھرنا، مخصوص روزے رکھنا اور دیگر عقائد رکھ کر عبادات کرنا، کسی بھی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، بلکہ یہ بدعتیں ہیں جن کا اسلام سے کچھ تعلق نہیں۔ کچھ لوگ اپنی سمجھ کے مطابق ایک کام شروع کرتے ہیں اور پھر اسے بطور عبادت و ثواب سمجھ کر اس کی ترویج شروع کر دیتے ہیں حالانکہ ثواب والا عمل وہی ہے جس کی رسول اللہ ﷺ نے تصدیق فرمائی ہو اللہ کے فرمان کا مفہوم ہے کہ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو خسارے میں ہیں اور ان کے دنیوی زندگی کے تمام تر کام بے کار ہیں حالانکہ ان کا خیال ہے کہ وہ بہت اچھے کام کر رہے ہیں۔ [الکھف (۱۰۴، ۱۰۳)]

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

” (دین میں) ہر نیا ایجاد کردہ کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ

میں لے جانے والی ہوتی ہے“ [صحیح جامع الصغیر (۱۳۵۳) و ابوداؤد (۴۶۰۷)]

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت کی پیروی اور بدعت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش (محمد عمران حاصل پوری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمان الہی: ((وَإِذَا ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ))

”اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو چند چیزوں کے ساتھ آزمایا“ (البقرة: ۱۲۴)

کے متعلق مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طہارت کے سلسلے میں آزمایا تھا جن میں پانچ کا تعلق سر اور پانچ کا تعلق جسم سے ہے:

خَمْسٌ فِي الرَّأْسِ سر کی پانچ (سنتیں)

(۱) قَصُّ الشَّارِبِ مونچیں کاٹنا (۲) وَالْمُضْمَضَةُ کلی کرنا (۳) وَالْإِسْتِشْقَ ناک میں

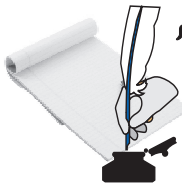
پانی چڑھانا (۴) وَالسَّوَاكُ مسواک کرنا (۵) وَفَرْقُ الرَّأْسِ سر میں مانگ نکالنا

خَمْسٌ فِي الْجَسَدِ جسم کی پانچ (سنتیں)

(۱) تَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ ناخن کاٹنا (۲) وَحَلْقُ الْعَانَةِ زیناف بال مونڈنا (۳) وَالْخِتَانُ

ختہ کرنا (۴) وَنَتْفُ الْإِبْطِ بغلوں کے بال صاف کرنا (۵) وَغَسْلُ أَثَرِ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ

بِالْمَاءِ ”پانی کے ساتھ بول و براز کے نشانات دھونا“ تفسیر ابن کثیر (۱/۱۶۶)



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیر و سوانح

حافظ عبد المنان نور پوری

رحمۃ اللہ علیہ

تحریر..... مجیب الرحمن سیاف (202/M)

جو بادہ کش تھے پرانے اٹھے جاتے ہیں

کہیں سے آب بقائے دوام لے ساقی

استاد محترم حافظ عبد المنان نور پوری مرجع خلائق، عالم تبصر، علوم و فنون جس کے گھر کی باندیاں، صدق و صفا کا پیکر، حسن اخلاق کا مجسمہ جس کا قول و عمل دین حق کی دعوت، جو زہد و تقویٰ میں بے مثل، جو جبل الحفظ، بروقت استحضار کی صفت سے متصف، فرق باطلہ کے لیے قاطع تلوار، اپنے مدلل اور مسکت جواب سے مد مقابل کو لا جواب کرنے کی صلاحیت قدرت نے بدرجہ اتم ودیعت کر رکھی تھی، اور آپ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ استاد محترم کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

ولدیت: عبدالحق بن عبد الوارث بن قائم الدین نور پوری

ولادت: ۱۳۶۰ھ بمطابق ۱۹۴۱ء نور چہیل، حافظ آباد روڈ۔ گوجرانوالہ

تعلیم: آپ رحمۃ اللہ علیہ پر انٹرمی پاس کرنے کے بعد جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں داخل ہوئے۔ والدین نے آپ کا نام خوشی محمد رکھا تھا، مگر جب مولانا چراغ دین نور پوری نے آپ کو جامعہ محمدیہ میں داخل کرایا تو کچھ عرصہ کے بعد حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے نام خوشی محمد کو اپنے شیخ حافظ عبد المنان وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے تبدیل فرما دیا۔ چنانچہ اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو مخاطب کر کے ازراہ شفقت فرمایا کرتے تھے:

”میں نے اپنے شیخ کے نام پر تیرا نام رکھ دیا ہے۔“

جامعہ محمدیہ میں آغاز تدریس: ۱۳۷۲ھ

جامعہ محمدیہ میں آغاز بخاری: شوال ۱۴۰۱ھ بمطابق اگست ۱۹۸۱ء میں حافظ عبد المنان نور پوری

صاحب نے بخاری پڑھانے کا آغاز کیا۔ اس وقت تک آپ کے استاذ شیخ الحدیث حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ طلبہ کو بخاری پڑھا رہے تھے۔ لیکن اب وہ بیماری کی وجہ سے نہیں پڑھا سکتے تھے۔ لہذا استاذ نور پوری صاحب نے طلبہ کو صحیح بخاری پڑھانا شروع کی۔

استاذہ کرام:..... حافظ عبدالمنان نور پوری نے مندرجہ ذیل استاذہ کرام کے سامنے زانوے تلمذ طے کیا: ﴿ حضرت العلام مولانا حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

﴿ شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ

﴿ شیخ الحدیث والتفسیر مولانا عبدالحمید ہزاروی رحمہ اللہ ﴿ حافظ محمد عبداللہ روپڑی ﴿ مولانا جمعہ خان ہزاروی ﴿ مولانا غلام رسول گجراتی ﴿ مولانا عبدالحمید گجراتی ﴿ مولانا عزیز الرحمن ہزاروی ﴿ مولانا عبدالرحمن لکھوی ﴿ مولانا وزیر کشمیری ﴿ خواجہ عبدالمنان راز ﴿ علامہ حافظ احسان الہی ظہیر ﴿ خواجہ محمد قاسم ﴿ قاری ولی محمد ﴿ مولانا نذیر احمد طیب ﴿ حافظ ابوالحسن عبداللہ بڑھیمالوی ﴿ مولانا عبداللہ امجد چھتوی ﴿ نذیر احمد ﴿ قاری محمد یونس پانی پتی ﴿ چراغ دین ﴿ عبدالحمید الطیب نظام آبادی ﴿ عبدالواحد (کاتب) ﴿ غلام رسول پھلوکی ﴿ غلام محمد (درزی) رحمہ اللہ برتن سازی میں آپ کے استاذ آپ کے والد گرامی ہیں۔ فراغت کے بعد آپ جامعہ محمدیہ ہی میں منصب تدریس پر فائز رہے۔ آپ اواخر شعبان تا نصف شوال ۱۴۰۴ھ نورستان کا سفر کر چکے ہیں۔

تصانیف وتالیفات:..... آپ کی تالیفات کی تفصیل درج ذیل ہے:

- ۱۔ ارشاد لقاری الی نقد فیض الباری ۲۔ احکام ومسائل ۳۔ مرآۃ البخاری ۴۔ زبدۃ المقترح فی علم المصطلح
- ۵۔ فصل الخطاب فی تفسیر خاتمۃ الکتاب ۶۔ زبدۃ التفسیر لوجہ التفسیر ۷۔ خطبات نور پوری ۸۔ نخبۃ الاصول تلخیص ارشاد النحول ۹۔ کیا مرزا قادیانی نبی ہے؟ ۱۰۔ نماز میں ہاتھ اٹھانے اور باندھنے کی کیفیت ۱۱۔ مسئلہ رفع الیدین ۱۲۔ غنچہ نماز ۱۳۔ نماز مترجم ۱۴۔ مرآۃ التفسیر ۱۵۔ حقیقت تقلید ۱۶۔ کیا تقلید واجب ہے؟ ۱۶۔ رد تقلید ۱۷۔ تعداد تراویح ۱۹۔ تحقیق التراویح ۲۰۔ بیع التفسیط ۲۱۔ حج وعمرہ ۲۲۔ داڑھی

۲۳۔ ائمہ اربعہ ۲۲۔ اتفاق امت ۲۵۔ ضعیف روایات ۲۶۔ نکاح میں ولی کی حیثیت ۲۷۔ سود کی حرمت ۲۸۔ مسائل قربانی ۲۹۔ تعداد رکعات ۳۰۔ ایمان کی حقیقت ۳۱۔ اطاعت رسول ۳۲۔ شادی ۳۳۔ ازدواجی زندگی ۳۴۔ قرآن و سنت کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے؟ ۳۵۔ قسطوں کی بیع ۳۶۔ عقیقہ ۳۷۔ خطبہ منگنی ۳۸۔ حجیت حدیث ۳۹۔ ختم نبوت ۴۰۔ اثبات التوحید ۴۱۔ اسلام کی دوسری کتاب ۴۲۔ سفر نورستان۔

حافظ صاحب کی اولاد:..... اللہ تعالیٰ نے حافظ صاحب کو تین بیٹے اور آٹھ بیٹیوں کی نعمت سے نوازا تھا۔ جن میں سے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا وفات پا چکا ہے۔ جبکہ چھ بیٹیاں اور دو بیٹے باحیات ہیں۔ ان میں بڑے بیٹے حافظ عبدالرحمن صاحب مرکز طیبہ مرید کے میں استاد ہیں۔ جبکہ چھوٹے بیٹے حافظ عبداللہ مسجد مکرم گوجرانوالہ میں زیر تعلیم ہیں۔

وفات:..... آپ بروز اتوار بوقت سحر مورخہ ۴ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۶ فروری ۲۰۱۲ء کو شیخ زید ہسپتال لاہور میں دار دنیا سے دارالآخرت کی طرف کوچ فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

آپ علیہ الرحمۃ کی زندگی پاکیزہ تھی، معصیت سے کوسوں دور، شکوک و شبہات سے ہمیشہ دامن بچائے رکھتے اگر یوں کہہ دیا جائے کہ آپ فرشتہ صفت انسان تھے تو یہ بھی مبالغہ نہ ہوگا۔ آپ فقید المثال، وحید العصر اور علماء عصر میں سے ممتاز تھے پارسائی والی زندگی گزار کے جب راہی عدم ہوئے تو ہر آنکھ اشکبار، ہر دل غمزدہ، ہر چہرہ مرجھایا ہوا تھا کہ آج ہمارا محبوب، ہمارا رونق محفل ہمیں داغ مفارقت دے کر چل بسا ہے جنازے کا منظر ایسا تھا کہ شورش کاشمیری کی نظم کا ایک حصہ یاد آیا جو انہوں نے امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہی تھی:

یہ کون اٹھا کہ دیرو کعبہ شکستہ دل خستہ گام پہنچے
جھکا کے اپنے دلوں کے پرچم خواص پہنے عوام پہنچے
تیری لحد پہ خدا کی رحمت تیری لحد کو سلام پہنچے

اللهم اغفر له وارفع درجته فی المہدیین و ادخله الجنة..... آمین یا رب العالمین



وہ گناہ جن کو ہم معمول سمجھتے ہیں

اصلاح معاشرہ

تحریر: ذہاب محمد ریوڑانی (چشتیاں)

محرمات میں سب سے بڑا حرام کام اللہ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں ہم نے کہا کیوں نہیں ضرور بتائیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔“ (صحیح بخاری، کتاب الشهادات، باب ما قبل فی شہادۃ الزور) اور شرک وہ گناہ ہے جو اللہ کبھی معاف نہیں کرے گا اس لیے مرنے سے پہلے اس کے لیے مخصوص توبہ کی ضرورت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا﴾ (سورة النساء: ۴۸)

”یقیناً اللہ کبھی نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا“

اور شرک وہ چیز ہے جو آدمی کو ملت اسلام سے خارج کر دیتی ہے اور مشرک اگر شرک پر مارجائے تو دائمی جہنمی ہے۔ مسلمانوں کے بہت سارے ملکوں اور شہروں میں شرک کی مروجہ صورتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

قبر پرستی اور یہ اعتقاد کہ فوت شدہ اولیاء حاجتیں پوری کرتے ہیں، مشکلیں آسان کرتے ہیں، ان سے مدد مانگنا بہت بڑا شرکیہ عمل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أَفٍّ وَلَا تَنْهَرُهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا

کَرِيْمًا ﴿سورة اسراء: ۲۳﴾

”اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر کبھی تیرے پاس دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو تو ان دونوں کو ’اف‘ مت کہہ اور نہ انہیں جھڑک اور ان سے بہت نرمی والی بات کہہ“

اسی طرح فوت شدہ انبیاء کرام اور بزرگان دین کو سفارش کے لیے پکارنا یا مشکل سے نجات کے لیے پکارنا بھی شرک ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿اَمِّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَا وَيَكْشِفُ السُّوْءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْاَرْضِ اِنَّ اِلٰهَ مَعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (سورة نمل: ۶۲)

”کیا معبودان باطل بہتر ہیں یا وہ جو مجبور کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں خلیفہ بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ اور اللہ ہے۔ (ہرگز نہیں) بلکہ تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔“

اسی طرح بعض لوگ شیخ یا ولی کے نام کا ذکر اپنی عادت بنا لیتے ہیں اور مصیبت و تکلیف کے وقت اسے پکارتے ہیں۔ حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ﴾ (سورة اعراف: ۱۹۴)

”یقیناً جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہارے جیسے بندے ہیں۔“

اور بعض قبروں کے پجاری قبروں کے گرد طواف کرتے ہیں، قبر کے کونوں کو چومتے ہیں۔ ہاتھ پھیرتے ہیں قبر کے پتھروں کو چومتے ہیں اور قبر کی مٹی اپنے چہرے پر ملتے ہیں اور قبر کو دیکھتے ہی سجدہ کرتے ہیں قبر پر کھڑے ہو کر خشوع خضوع اور انتہائی عاجزی اور انکساری سے دعائیں کرتے ہیں۔ قبر والوں سے حاجتیں پوری کرنے، بیماروں کو شفا دینے، اولاد دینے اور مشکلیں آسان کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں اور کئی دفعہ قبر کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ اے میرے آقا میں بڑی دور سے آیا ہوں مجھے خالی ہاتھ واپس نہ کرنا۔ جبکہ اللہ فرماتے ہیں۔

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ
الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ﴾ (سورة احقاف: ۵)

”اور اس سے بڑا گمراہ کون ہے جو اللہ کو چھوڑ کر ان کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا
قبول کر ہی نہیں سکتے اور وہ ان کی دعا سے غافل ہیں۔“

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ نِدَاً دَخَلَ النَّارَ﴾

”جو اس حال میں فوت ہوا کہ وہ اللہ کے سوا کسی شریک کو پکارتا تھا وہ آگ میں داخل ہوگا۔“

(صحیح بخاری کتاب التفسیر (۴۴۹۷))

اور بعض لوگ قبروں کے پاس سرمنڈواتے ہیں اور بعض لوگوں نے کتابیں پکڑی ہوتی ہیں جن کا
عنوان ہوتا ہے، حج مشاہد کے طریقے، اور مشاہد سے مراد قبریں اور بزرگوں کے دربار ہیں یعنی
بعض لوگ کعبۃ اللہ کے حج کی طرح قبروں اور درباروں کا حج کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من
ذالک اور بعض لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں اولیاء کائنات میں تصرف کرتے ہیں اور نفع و نقصان کے
مالک ہیں جبکہ ارشاد باری ہے۔

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا
رَادَّ لِفَضْلِهِ﴾ (سورة یونس: ۱۰۷)

”اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور کرنے والا نہیں ہے اور وہ
اگر تیرے سے بھلائی کا ارادہ رکھے تو کوئی اس کے فضل کو روکنے والا نہیں۔“

اسی طرح شریک کاموں میں ایک کام غیر اللہ کے نام نذر ماننا ہے جس طرح قبر پرست لوگ قبر والوں
کے لیے چراغ جلانے اور چادر چڑھانے وغیرہ کی نذر مانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو تمام قسم کے بڑے چھوٹے گناہ چھوڑ کر سچی توبہ کرنے اور عقیدہ توحید کو اپنانے
کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



عزت کیلئے

ملے گئے۔۔۔؟ (ڈاکٹر بلال اشفاق (حاصل پور)

آج سے کئی صدیاں پہلے جب پوری دنیا میں کفر غالب تھا، پوری دنیا میں خدائے واحد کا نام لینے والا موجود نہ رہا تھا تو اس وقت بتوں کی پوجا ہی نہیں بلکہ چاند، ستاروں، سورج اور آگ کی پوجا ہو رہی تھی پھر اللہ نے پہلے نبیوں کی طرح حضرت محمد ﷺ کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا تاکہ آپ ﷺ لوگوں کی رہنمائی کریں۔ ایسا عظیم نبی کہ جس کی پوری زندگی پورے عالم اسلام کی لیے ایک نمونہ ہے۔ ہر شخص اس نور ہدایت سے منور ہو سکتا ہے، اپنی زندگی کو بدل سکتا ہے اور جو ایمان لے آئے پھر ان لوگوں نے اپنی جان سے بھی دریغ نہ کیا، ایسے ایسے لوگ ایمان لائے کہ جنہوں نے پوری زندگی شکست کا منہ نہیں دیکھا جن میں سیدنا خالد بن ولیدؓ کا نام سرفہرست ہے۔ جن کا تعلق بنو مخزوم سے تھا ان کا نام خالد، ابو سلیمان کنیت، سیف اللہ لقب تھا۔ ایسے جرنیل ہیں کہ انہیں کبھی شکست نہیں ہوئی۔

اسی طرح سیدنا جعفر بن ابی طالبؓ ہیں جو جنگ لڑتے رہے حتیٰ کہ جسم پر نوے زخم لگے اور شہید ہو گئے۔ اسی طرح ہر صحابی نے نبی ﷺ پر جان لٹا دی آخر اس کی وجہ کیا تھی؟ کہ لوگوں کے اندر ایمان اس قدر موجود تھا کیونکہ انہوں نے دین اسلام کو سمجھا پھر عمل کیا۔ آج ہم ہیں کہ نہ دین سے لگاؤ، نہ قرآن پڑھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں کیا خوب کہا تھا اقبال نے؟

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر

ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

کہ ہم نے قرآن و حدیث کو چھوڑ دیا اور آج رسوا ہو رہے ہیں طرح طرح کی مصیبتوں، آفات، پریشانیوں کا سامنا کر رہے ہیں ہماری زندگی دکھوں اور مصیبتوں میں ہی کیوں اٹک کر رہ گئی ہے؟ کبھی ہم نے سوچا تک نہیں کہ ہم آئے دن مہنگائی کی دلدل میں پھنسے جا رہے ہیں، ہماری معیشت تباہ ہوتی جا رہی ہے۔ ہمیں آئے دن قدرتی آفات کا سامنا کرنا پڑتا ہے کبھی بارش، کبھی سیلاب، کبھی زلزلے۔ اس کی ایک یہ بھی وجہ ہے کہ ہم نے قرآن و حدیث کو چھوڑ دیا ہے۔ الگ الگ مسلک میں

بٹ گئے ہیں۔ ہمارے اندر وہ جذبہ بھلائی، بھائی چارہ، خدمت خلق، الفت و محبت ختم ہو گئی جب یہ ساری باتیں دفن ہو جائیں تو پھر مشکلات آیا کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی قوموں کو زمین بوس کر کے نئی مخلوق پیدا کر دیتا ہے۔

قارئین کرام! میں التماس کروں گا کہ چھوڑیے ان سب فرقوں کو کہ یہ شیعہ ہے، یہ سنی، یہ وہابی، یہ دیوبندی دیکھا جائے تو یہ سب ایک باپ کی اولاد ہیں جب ہمارا قرآن ایک، حدیث ایک، رسول ایک اور پھر پیدا کرنے والا، رزق دینے والا، حاجت روا، مشکل کشا ایک ہے جب پوری دنیا کے نظام کو چلانے اور کنٹرول کرنے والا ایک اللہ ہے تو پھر یہ لڑائی جھگڑے، فساد اور مختلف مسلک کیوں ہیں؟ ہم جدا جدا کیوں ہیں؟ سب کو مل کر اس دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہوگا یہ فساد ختم کرنے ہونگے، آپس میں بھائی چارہ، پیار و محبت کو فروغ دینا ہوگا ہم اپنے بھائیوں سے مایوس نہیں ہو سکتے کیونکہ ہمارے پاس یہ سب مثالیں موجود ہیں کہ جب قائد اعظمؒ اس وطن سے کچھ مایوس ہو کر واپس لندن چلے گئے تو پھر علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا:

نامید نہ ہوان سے اے رہبر فرزانه

کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

تو پھر قائد ملت واپس آئے اور لوگوں کو حقیقت کے بارے آگاہ کیا جب یہ قوم اپنے مقصد کو لے کر اٹھی تو پھر ہر ایک آنکھ نے دیکھا کہ وطن کی خاطر، دین کی خاطر، آزادی کی خاطر، ہزاروں نہیں لاکھوں جانیں پیش کر دیں۔ ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ ہمیں رزق حلال حاصل کرنا چاہیے، ناپ تول میں ہرگز کمی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اس کی وجہ سے کئی قوموں پر عذاب الہی مسلط ہوا ہے۔ جو کہ ہمارے لیے عبرت ہے۔ کیا خوب کہا اقبالؒ نے:

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

اقبالؒ نے مسلمان کو شاہین سے تشبیہ دی ہے کہ تیرا بہت اونچا مقام ہے رزق کی خاطر تو ذلیل نہیں ہو سکتا، بھوکا رہ کر مرنا گوارہ کر لے لیکن تیری پرواز میں، شان میں خلل نہ آئے۔ پھر ہی ہم عزت پاسکتے

ہیں معاشرے میں، کہ ہمارے سارے کے سارے کام اسلام کے مطابق ہوں۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ہمیشہ دوسروں کی بھلائی کے بارے میں درس دیتا ہے کہ ہر ایک کے ساتھ میانہ روی سے پیش آیا جائے۔

قائد اعظمؒ نے ۱۹۴۷ء میں سبی دربار سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: کہ اسلام محض رسم و روایات اور روحانی نظریات کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک ضابطہ حیات ہے جو ہر مسلمان کے لیے ہے تاکہ وہ اپنی روزمرہ زندگی اپنے افعال و اعمال اور سیاست و معیشت میں اس پر عمل پیرا ہو سکے۔ اسلام میں سب انسان برابر ہیں صرف ایک خدا کا تصور اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔ مساوات، آزادی اور اخوت اسلام کی اساس ہیں۔ ان سب باتوں سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کو حاصل کرنے اور عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ہی ہم عزت حاصل کر سکتے ہیں۔ معاشرے میں اچھے انسان بن سکتے ہیں اسلام کے بغیر ہم مکمل طور پر زیرو ہیں۔ اس لیے دنیا میں اسلامی نظام کو قائم کرنا چاہیے تمام تر قوانین اسلامی نظام کو مد نظر رکھ کر بنانے چاہیے۔ قائد اعظمؒ بھی اسلامی نظام کو پوری طرح قائم رکھنا چاہتے تھے اور قرآن پاک کو بنیاد مان کر ملکی نظام کو استوار کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں کراچی میں فرمایا:

وہ کون سا رشتہ ہے جس سے وابستہ ہونے سے سارے مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں؟ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ملک کی عمارت کھڑی کی گئی ہے؟ وہ کون سا سنگر ہے جس سے امت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان اور وہ سنگر خدائے بزرگ و برتر کی کتاب قرآن مجید ہے۔

یہ بات واضح ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس کے اصولوں پر عمل کرنا ہم سب کی لیے انتہائی ضروری ہے اسلام ہی کی وجہ سے قومیں ترقی کی منازل طے کرتی ہیں اور اسلام ہی کو چھوڑنے کی وجہ سے قومیں زوال کی طرف جاتی ہیں۔ اللہ کے ہاں بھی بلند ترین مقام والا انسان وہ ہے جو پرہیزگار ہے کسی عربی کوچمی پر، گورے کو کالے پر، اعلیٰ کو ادنیٰ پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے صرف اور صرف تقویٰ اور پرہیزگاری اصل پہچان ہے۔ اللہ ہم سب کو اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطاء فرمائے، ہمارے ملک اور ہم پر رحم فرمائے۔ آمین!

جنت کی بشارت پانے والے

محمد عثمان فاروقی (چشتیاں)

ویسے تو سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی جنتی ہیں مگر کچھ خوش نصیب ایسے بھی ہیں کہ جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ سے اس دنیا میں واضح لفظوں کے ساتھ جنت کی خوشخبری سنادی گئی، جنت کی بشارت پانے والے خوش نصیبوں کی مختصر فہرست یہاں پیش کی جاتی ہے۔

❁ عشرہ مبشرہ کو دنیا میں جنتی ہونے کی بشارت دی گئی ان کے نام یہ ہیں:

سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم۔ سنن الترمذی، أبواب المناقب، باب مناقب عبدالرحمن بن عوف، (۲۹۴۶/۳)

❁ اگلی امتوں یا پچھلی امتوں میں سوائے انبیاء اور رسولوں کے بڑی عمر میں فوت ہونے والے مسلمانوں کے جنت میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہم سردار ہوں گے۔

سنن الترمذی، أبواب المناقب، باب مناقب ابی بکر الصدیق (۳۶۷۵)

❁ سیدنا حسن و حسین رضی اللہ عنہما دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔

سنن الترمذی، أبواب المناقب، باب مناقب الحسن والحسین (۳۶۷۷)

❁ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو دنیا میں چلتا پھرتا جنتی فرمایا۔

صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب فضائل عبداللہ بن سلام (۲۴۸۳)

❁ سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑ رہے تھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ جنت میں تخت پر

تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ صحیح الجامع الصغیر للألبانی (۳۳۵۸)

❁ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت میں سیدنا زید بن حارثہ کی دوشیزہ نے میرا استقبال

کیا۔ صحیح الجامع الصغیر للألبانی (۳۳۶۱)

❁ جنت تین آدمیوں کا شوق رکھتی ہے۔ سیدنا علی، عمار، سلمان فارسی رضی اللہ عنہم۔

صحیح الجامع الصغیر للألبانی (۱۵۹۴)



نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے جنت میں حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی قراءت سنی۔

صحیح الجامع الصغیر للألبانی (۳۳۶۶)



سیدنا ابن حداد رضی اللہ عنہ کے لیے جنت میں کتنے ہی پھلوں کے خوشے لٹکے ہوئے ہیں۔

صحیح مسلم، الجنائز، باب رکوب المصلی علی الجنائز اذا انصرف (۹۶۵)



سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا جنتی ہیں۔

صحیح مسلم، الایمان، باب الدلیل علی دخول الجنة بغیر حساب (۲۲۰، ۲۱۶)



سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے باپ عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ جنتی ہیں اور یہ وہ خوش نصیب ہیں جن سے

رب تعالیٰ نے براہ راست گفتگو فرمائی۔ صحیح سنن ابن ماجہ للألبانی، الجہاد، (۲۲۸۵)



مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے والے جنت میں جائیں گے۔

السلسلة الأحادیث الصحيحة للألبانی (۳۳۶۶)



اصحاب بدر اور بیعت رضوان والے جنتی ہیں۔

السلسلة الأحادیث الصحيحة للألبانی (۲۱۶۰)



آپ ﷺ نے جنت میں اپنے آگے آگے سیدنا بلال کے چلنے کی آواز سنی۔

صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل (۲۴۵۸)



سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے جنت میں دنیا کے ریشمی رومالوں سے کہیں بہتر اور نرم

رومال ہیں۔ صحیح البخاری، بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة (۳۲۴۹)



سیدہ مریم بنت عمران، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ، سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا زوجہ محمد اور سیدہ آسیہ

زوجہ فرعون جنتی خواتین کی سردار ہیں۔ السلسلة الأحادیث الصحيحة للألبانی (۱۴۳۴)



سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک گھر کی بشارت دی۔

مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل خديجة (۲۴۳۲)



سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو رسول اکرم ﷺ نے دنیا میں جنت کی بشارت دی۔

(بقیہ صفحہ نمبر: ۴۴)

تزکیہ نفس

روح کی غذا

تقریر..... ڈاکٹر عبدالرشید اظہر رحمہ اللہ
ترتیب..... حافظ اسامہ اشرف (وزیر آباد)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امّابعد! أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم من همزه ونفخه ونفثه ، بسم الله الرحمن الرحيم - ﴿وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا تَهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾

”اور اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے ایک روح کی وحی کی، تو نہیں جانتا تھا کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے اور لیکن ہم نے اسے ایک ایسی روشنی بنا دیا ہے جس کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں راہ دکھاتے ہیں اور بلاشبہ یقیناً سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔“

انسان دو چیزوں روح اور جسم کا مرکب ہے۔ جسم کی اصل مٹی ہے۔ اس کی پہلی تخلیق اللہ تعالیٰ نے مٹی سے کی اور اسکی غذا بھی مٹی سے پیدا کی۔ روح کو اللہ تعالیٰ نے اوپر سے اتارا ہے اور اس کی غذا بھی اوپر سے اتاری ہے۔

انسان کی اصل چیز روح ہے۔ جب تک اسکے اندر روح موجود ہوتی ہے سب لوگ اس سے محبت کرتے ہیں لیکن جب اس کی روح پرواز کر جاتی ہے اسکی ماں بھی اس سے ڈرنے لگتی ہے کوئی اس کے پاس ایک رات بھی نہیں گزار سکتا، روح کی اتنی اہمیت ہونے کے باوجود اسکی طرف ہم کوئی توجہ نہیں دیتے، اگر جسم بیمار ہو جائے تو ہم فوراً پریشان ہو جاتے ہیں اور اسکا علاج کرواتے ہیں اور اگر

انسان کی اصل چیز روح بیمار ہو جائے تو پرواہ نہیں کرتے، کوئی علاج نہیں کرواتے حتیٰ کہ بیماری بڑھ جاتی ہے اور اصل انسان مر جاتا ہے۔ حالانکہ ان کے علاج کے لیے ہسپتال بھی مساجد اور مدارس کی صورت میں کھلے ہوئے ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے فری علاج کرتے ہیں۔

انسان کی روح اتنی پاکیزہ ہے کہ اسکی نسبت اللہ نے اپنی طرف کی ہے اور اسکی غذا اوپر سے اتاری ہے اور اتنی پاکیزہ اتاری ہے کہ اس سے بڑھ کر پاکیزہ چیز پوری کائنات میں نہیں ہے اگر انسان کی روح زندہ ہو تو اسکو نیکیوں سے خوشبو آئے اور برائیوں سے بدبو آئے۔ نماز پڑھے بغیر، صدقہ کیے بغیر انسان رہ نہ سکے۔ جب قرآن کی تلاوت کرے یا سنے تو اسکی روح کو سکون ملے اور ایک ایک لفظ روح کی غذا بنے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے جسم کی ضرورت کی ہر چیز پیدا کی ہے۔ اسی طرح اللہ نے روح کی ضرورت پوری کرنے کے لیے وحی جیسی پاکیزہ غذا آسمانوں سے اتاری ہے، جو لوگ قرآن و سنت کو چھوڑ کر کسی دوسری چیز کی طرف جاتے ہیں یہ لوگ ایسے ہی ہیں جو اچھی غذا کو چھوڑ کر گندی غذا کھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اچھی غذا پر اکتفا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بقیہ صفحہ نمبر: ۴۲) السلسلة الأحادیث الصحيحة للألبانی (۱۱۴۲)

میں نے جنت میں ابو طلحہ کی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔

صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أم سلمة، (۲۴۵۱)

میں نے جنت میں اپنے آگے آگے سیدہ غمیصاء بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے چلنے کی آواز سنی۔

صحیح الجامع الصغير للألبانی (۳۳۶۳)

ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا جنت میں نبی اکرم ﷺ کی بیوی ہیں۔

صحیح الجامع الصغير للألبانی (۴۷۲۸)

نوٹ: یہ فہرست کتب سیر اور الشیخ محمد عظیم حاصل پوری صاحب کی کتاب ”خوشخبری“ سے ماخوذ ہے۔

امین الامت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیر و سوانح

سیدنا عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

تحریر..... محمد عبدالباسط حاصل پوری

شمع رسالت کے پروانے، آسمان نبوت کے چمکتے ستارے، گلشن محمدی کے مہکتے پھول، آفتاب رسالت ﷺ کی جھلملاتی کرنیں، آغوش محبت کی پرورہستیاں اور درس گاہ نبوی ﷺ میں تربیت پانے والے طلبہ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، جن کے سینوں پر انور رسالت ﷺ ابراہ راست پڑے، جن کی پاکیزہ صفات کا تذکرہ قرآن مجید اور دیگر الہامی کتابوں میں کیا گیا جنہوں نے دین الہی کی سر بلندی کے لیے اپنی ہر چیز اللہ کی راہ میں لٹا دی۔ جن کی سیرت کا ہر پہلو درخشاں اور ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

ہم آج جید صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی رسول ﷺ کی زندگی کے چند پہلو نقل کرتے ہیں۔ ایسے صحابی رسول ﷺ کا تذکرہ جن کے بارے میں آنحضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے۔“

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ خوش شکل، ہنس مکھ، دراز قد اور ایسے تیکھے خد و خال والے تھے کہ دیکھنے والے کی آنکھوں کو سوراخ حاصل ہوتا۔ آپ سے ملاقات کرنے والے کی طبیعت مانوس ہوتی اور اسے دلی سکون میسر آتا۔

سیدنا عامر بن عبداللہ بن جراح الفہری القرشی جن کی کنیت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ہے آپ رضی اللہ عنہ حضرت محمد ﷺ کی امت کے امین ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قریش میں تین شخصیات ایسی ہیں، جن کے چہرے تمام لوگوں سے بڑھ کر زیادہ حسین، جن کا اخلاق سب سے عمدہ اور جن میں حیاء سب سے زیادہ پائی جاتی ہے اگر وہ آپ سے گفتگو کریں تو قطعاً جھوٹ نہ بولیں۔ میری نظر میں وہ تین عظیم شخصیات یہ ہیں۔

۱۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ۲۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ۳۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

حضرت ابو عبیدہ کا شمار ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد دوسرے روز ہی مسلمان ہو گئے تھے۔

حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور حضرت ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر کے ہمراہ رسول اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے روبرو کلمہ حق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ حقیقت میں یہ عظیم شخصیات وہ پہلی بنیادیں ہیں جن پر اسلام کا محل تعمیر کیا گیا۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے مکہ معظمہ میں شروع سے آخر تک مسلمانوں کو پیش آنے والے تلخ حالات میں زندگی بسر کی، ایسی شدید تکالیف کا روئے زمین پہ بسنے والے کسی بھی دین کے پیروکاروں کو کبھی بھی سامنا کرنے پڑا ہو۔ آپ اس دور میں بھی ثابت قدم رہے اور ہر صورت میں اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو صمیم قلب سے سچا مانا، لیکن میدان بدر میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو پیش آنے والی آزمائش اس قدر نازک تھی کہ انسانی تخیل میں بھی نہ آسکے۔

ہوایہ کہ غزوہ بدر میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بے خوف و خطر دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اس جرأت مندانہ اقدام سے دشمنوں میں بھگدڑ مچ گئی، آپ میدان میں اس طرح بہادری سے چکر لگا رہے تھے جیسے موت کا کوئی ڈر ہی نہ ہو۔ آپ کا یہ انداز دیکھ کر قریش کے شہسوار گھبرا گئے۔ جونہی آپ ان کے سامنے آتے تو وہ خوفزدہ ہو کر ایک طرف ہو جاتے لیکن ان میں صرف ایک شخص ایسا تھا جو آپ کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہو جاتا، لیکن آپ اس سے پہلو تہی اختیار کر جاتے اور اس کے ساتھ مقابلہ کرنے سے اجتناب کرتے۔ وہ شخص بھی آپ سے مقابلہ کرنے کے لیے بار بار سامنے آتا رہا لیکن آپ نے بھی اس سے پہلو تہی اختیار کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔

بالآخر اس شخص نے جناب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے لیے دشمن سے ٹکرانے کے تمام راستے بند کر دیے اور وہ آپ کے اور دشمنان اسلام کے مابین حائل ہو گیا۔ لیکن جب آپ نے دیکھا کہ اب کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا تو اس کے سر پر تلوار کا ایسا زور دار وار کیا کہ جس سے اس کی کھوپڑی کے دو ٹکڑے ہو گئے اور وہ

آپ کے قدموں میں ڈھیر ہو گیا۔

کیا آپ یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ قتل ہونے والا شخص کون تھا؟ بلاشبہ میدان بدر میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو پیش آنے والی یہ آزمائش حساب دانوں کے حساب سے بھی ماوراء تھی اور ایسی نازک کہ قوت ادراک میں بھی نہ آ سکے۔ جب آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ لاش جناب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہ بن جراح کی تھی تو آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔ دراصل حضرت ابو عبیدہ نے اپنے باپ کو قتل نہیں کیا بلکہ انہوں نے میدان بدر میں اپنے باپ کی شکل میں کفر و شرک کو نیست و نابود کر دیا آپ کا یہ قدم اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ آپ کی شان میں قرآنی آیات نازل کر دیں۔

جناب حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ عیسائیوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہمارے ساتھ کسی ایسے شخص کو روانہ فرمائیں جسے آپ مناسب سمجھتے ہوں وہ ہمارے مالی اختلافات کو نبٹائے جو شومی قسمت سے شدت اختیار کر چکے ہیں۔ ہم برملا یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مسلمان ہمیں بہت پسند ہیں۔

ان کی باتیں سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا شام کو میرے پاس آنا میں آپ کے ساتھ ایک ایسا شخص روانہ کروں گا جو طاقتور بھی اور دیاندار بھی۔ شام کو جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو بڑے غور سے دائیں بائیں دیکھنے لگے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی نظر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ پہ پڑی اور انہیں بلا کر وفد کے ساتھ روانہ کر دیا۔ اور فرمایا کہ ان کے باہمی اختلافات کو عدل و انصاف کے ساتھ پنپائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس موقع پر بے اختیار پکار اٹھا کہ آج ابو عبیدہ ہم سے بازی لے گئے، کیونکہ جو صفات آپ ﷺ نے بیان فرمائیں تھی ان کے مصداق ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ٹھہرے غزوہ احد میں جب عارضی طور پر مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنے پڑا تو اس نازک وقت میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ ان دس جانثار صحابہ میں سے ایک تھے جنہوں نے رسول ﷺ کے گرد گھیرا ڈال رکھا تھا اور اپنے سینوں پر تیر کھا کر حضرت محمد ﷺ کی جانب سے دفاع کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے۔

سیدنا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے تفصیلی حالات کا مطالعہ کرنے کے لیے دیکھیں: الاصابۃ (۱۲/۴) و اسد الغابۃ

(۸۵/۳) و ابن سعد (۲۹۸/۳) و بخاری (۴۳۸۰) و مسلم (۶۲۵۳)۔



نراشہ

انٹرنیٹ سے انتخاب
میاں شہباز شاہ کر (حال مقیم سعودی عرب)

سابق امریکی ماڈل قرآنی تعلیمات سن کر مسلمان ہو گئیں

اسلام قبول کرنے کے بعد خود پر فخر محسوس کر رہی ہوں۔ حجاب نے عورت ہونے کا احساس دلایا۔ دینا بھر میں اسکارف کو عام کرنا چاہتی ہوں۔ مسلم خواتین مغربی پروپیگنڈے سے متاثر ہونے کی بجائے اسلامی اقدار اپنائیں۔ (سارہ بوکر)

سارہ بوکر نے ۱۹۷۴ء کو امریکا کے ایک آزاد خیال عیسائی گھرانے میں جنم لیا۔ فٹنس انسٹرکٹر کے طور پر خدمات انجام دینے کے علاوہ انہوں نے ماڈلنگ اور اداکاری کو بھی اپنا ذریعہ معاش بنایا اور اپنی عمدہ ایکٹنگ اور خوبصورتی کی وجہ سے جلد ہی فلم انڈسٹری میں نمایاں مقام حاصل کر لیا۔ شو بزم کیمرے کے دوران ہی سارا نے قرآن پاک کی تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا اور شو بزم کی دنیا کو خیر باد کہہ دیا۔ سارہ اس وقت کئی انسانی حقوق کی تنظیموں سے وابستہ ہے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کے حقوق کے لیے آواز بلند کرنے کے علاوہ حجاب کو عام کرنے میں بھی مصروف ہے۔

سارہ The March For Justice نامی تنظیم کی کمیونیکیشن ڈائریکٹر کے علاوہ The Global Sisters Network کی شریک بانی بھی ہے۔

قارئین کرام! مجلہ ”**الْمُحَمَّدِيَّة**“ خود پڑھئے..... دوست و احباب کو تحفہ
میں دیجئے یہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ ہے

1964ء سے آپ کی خدمت کے لیے کوشاں

Lahori
Hotel & Sweet House

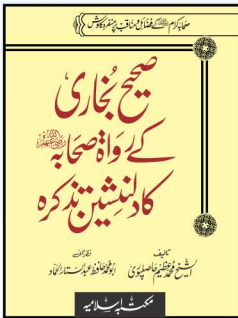
سوئٹ ہاؤس
ہوٹل اینڈ
Sahori
Hotel & Sweet House

لاہوری



پرانا لاری اڈہ حاصل پور 062-2442869

طلباء علماء اور عوام الناس کے لیے یکساں مفید صحیح بخاری کے واہ صحابہ کا دلنشین تذکرہ



جس میں مکمل صحیح بخاری کے رواۃ صحابہ رضی اللہ عنہم کی
فہرست اور ہر صحابی کے نام و نسب اور کنیت و لقب
کے ساتھ ساتھ ان کے قبول اسلام کی مکمل داستان
تحریر کر دی گئی ہے۔ محبان صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے
ضروری ہے کہ وہ اس کتاب کو اپنے گھر، کالج، سکول
اور یونیورسٹی کی لائبریری کی زینت بنائیں۔

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042, 37244973, 37232369
بیمبٹ سمنٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوٹوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256
محمدیہ اسلامک ریسرچ سنٹر وازی روڈ چاندھڑ کالنی حائل پور فون: 062-2442916